بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ان الصلوٰۃ کانت علی المؤمنین کتابا موقوتا (القرآن)

بے شک نماز اپنے مقرّرہ وقت میں فرض ہے

قال النبی ﷺ انا امة امية لانكتب ولا نحسب

(ضمیمہ براے نماز کتاب "برطانیہ میں عشاء کا صحیح وقت" وثبوتِ ہلال کتب)

نمازوں کے اوقات، عشاء وفجر کے مشاہدات، ثبوتِ ہلال اور رصدگاہی ڈگریاں ودرجات

(اہلِ سنت والجماعت بریلی فتاویٰ کی روشنی میں بشمول ثبوتِ ہلال وحقیقتِ فلکیات)

مرتّب: مولوی یعقوب احمد مفتاحی

ناشر: حزب العلماء یوکے

البشارة من الله والانتساب

قال اللّٰہ تَعَالیٰ :و مَن یُّطِعِ اللّٰہ والرّسول فاولٰئک مع الذین انعم اللّٰہ علیھم من النّبیّن والصِّدّ قین والشُّھداء والصالحین وحسن اولٰئک رفیقاً ذٰلک الفضل من اللّٰہ (النّساء۶۹)

اُن مؤمنوں کے نام جو اپنی نماز، روزے وعبادات اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کے فرمان کے مطابق منصوص عقائد واحکامات کی بنیاد پر شریعت کی حدود اور اس کے مقرّر کردہ اوقات میں اداء کرنے کی کوشش کرکے اللہ تعالیٰ کو راضی کرتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے اللہ کی طرف سے معافی کا وعدہ ہے

....

اسمِ ضمیمہ : برطانیہ میں اوقاتِ عشاء وفجر، مشاہدات ثبوتِ ہلال اور رصدگاہی حسابات

مؤلف : مولوی یعقوب احمد مفتاحی

شائع کردہ : حزب العلماء یوکے

اِشاعتِ اوّل : شعبان ۱۴۲۹ھ

رابطہ کیلئے :

Mobile: 07866464040

Email:Info@hizbululama.org.uk

www.hizbululama.org.uk

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدّمہ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین ومن تبعہ الیٰ یوم الدین

قال اللہ: انمایخشی اللہ من عبادہ العلماء (فاطر/۲۸) ترجمہ: بے شک اللہ کے بندوں میں سے علماء ہی اس سے ڈرتے ہیں

وقال النبی ﷺ انا امۃ امیۃ لانکتب ولانحسب الشھرھٰکذا وھٰکذا و الشھرھٰکذاوھٰکذا. رواہ الشیخان وابودائود ونسائی)

(ترجمہ) ہم امی امت ہیں، نہ لکھیں نہ حساب کریں دونوں ہاتھوں کی انگلیاں تین بار اُٹھا کرفرمایا مہینہ یوں اور یوں اور یوں ہوتا ہے, تیسری دفعہ میں انگوٹھا بند فرمالیا یعنی انتیس، اورمہینہ یوں اور یوں ہوتا ہے, ہر بار سب انگلیاں کُھلی رکھیں یعنی تیس (بخاری ہمسلم، ابوداوٗد، نسائی عن ابن عمرؓ)

قارئینِ کرام خواتین وحضرات   السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ہماری کتاب بنام **Salat Times & Qiblah Guied** انگلش میں اور ''**برطانیہ میں عشاء کاصحیح وقت** ''(اردو کے دوالگ ایڈیشنوں میں) چھپ کرتینوں کتب بہت سے حضرات وخواتین کے ہاتھوں میں پہونچ چکی ہیں، خاص کرانگلش کتاب ''صلوٰۃ ٹائمنزاینڈ قبلہ گائڈ'' محترم خالد

شوکت صاحب کی ویب سائٹ www.moonsighting.com پر قریب عرصہ تین سال سے ہے۔ یہ 366 صفحات میں تین حصّوں پر مشتمل ہے؛

Part 1...Fajar and IshaTimes & Twilight (P1-122)

Part 2... Salat Times &Qiblah Guied for Towns and Cities in the UK (P123-348)

Part 3...Urdoo Maeloomat اردو میں متعلقہ معلومات (P349-366)

ہماری اِن کتب میں قارئین کے سامنے نصِ متلوکلام اللہ ونصِ غیر متلواحادیثِ مبارکہ کے ساتھ ساتھ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے طریقہ پر مبنی اہلِ سنت والجماعت اسلاف کے حوالہ جات اورعلمائے دیوبند وغیرہ کے فتاویٰ سے یہ بات تفصیلاً بیان کی جاچکی ہے کہ نصوص اور نبی کریم ﷺ کے طریقہ وسنت کے مطابق دینِ متین میں عبادات کا دارومدار فلکیاتی مفروضہ حسابات اور ان کے مفروضہ درجات وڈگریوں پرنہیں ہے بلکہ نمازوں کے اوقات میں اصل اُن کی علامات کے مشاہدہ کے اوقات ہیں جس طرح اسلامی مہینہ کی ابتداء وانتہاء کے لئے (فلکیاتی مفروض حساب سے غیرمشروط طور پر) چاندکو۲۹ویں قمری دِن کی شام آنکھ سے دیکھناضروری ہےاورنہ دکھائی دینے پرتیس دن پورے کرنا ہے۔

چونکہ عبادات چاہے وہ نمازیں ہوں یارمضان کے روزے وغیرہ! اُن کے اوقات کی تعیین میں اصل اُن کی عینی رویت اوران کے علاماتی اوقات کے مشاہدات ہیں مثلاً نمازوں

کے اوقات کے لئے بعینہ سورج کو دیکھنے کے بجائے اس کی گردش سے افق پر ظاہر ہونے والی روشنی کے ''منصوص اوقات کے حالات'' کا مشاہدہ کرنا اور مہینہ کی شرعی تعیین کے لئے پہلے چاند کو بعینہ دیکھنا (اور بادل کی وجہ سے نہ دِکھائی دینے پر ۳۰ دن پورے کرنا ہے) جو اہلِ سنت والجماعت کے ہر گروہ کے نزدیک ایک متفق علیہ مسئلہ ہے۔

یہی وجہ ہے کہ ہماری مذکورہ کتب سے اہلِ سنت کے ہر گروہ نے فائدہ اُٹھایا ہے خاص کر ہمارے بریلوی بھائیوں کی طرف سے اِن کتب اور مشاہدات کے نتائج پر مبنی اوقاتِ فجر وعشاء کی سال بھر کی ترتیب و دیگر نمازوں کے اوقات وقبلہ گائیڈ شائع ہونے پر مجھ سے رابطہ کرتے ہوئے جب ہماری اردو کتاب ''برطانیہ میں عشاء کا صحیح وقت'' کی مانگ بڑھی تو اس میں ہمارے بریلوی طبقہ کے بزرگوں کی آراء اور مفتیانِ کرام کے فتاویٰ شامل نہ ہونے کی کمی کو محسوس کیا گیا جسے پورا کرنے کی غرض سے یہ ضمیمہ ترتیب دیا گیا جو یقیناً بریلوی علماء کی توجہ کا ضامن ہوگا اور اُنہیں ہماری طرف سے اِس کمی کے پورا ہونے پر انشاء اللہ خوشی ہوگی۔

مولوی یعقوب احمد مفتاحی

ناظم حزب العلماء یوکے

ومرکزی رویتِ ہلال کمیٹی برطانیہ

شعبان ۱۴۲۹ھ / اگست ۲۰۰۸ء

نمازوں کے اوقات اور رصدگاھی درجات وڈگڑیاں!

ان الصلوٰۃ کانت علی المؤمنین کتابا موقوتا (القرآن)

بے شک نماز اپنے مقررہ وقت میں فرض ہے

یہ بات علماء کرام سے مخفی نہیں کہ نمازوں کے اوقات میں رصدگاہی حسابات اور اس کے درجات وڈگریاں اصل نہیں بلکہ شریعت میں اصل ان کے مشاہدات ہیں اسی طرح ثبوتِ ہلال میں بھی شرعاً مفروضہ نیومن اور اس کے مفروض امکانِ رویت قواعد کا بھی شرعاً کچھ اعتبار نہیں کیونکہ کلام اللہ میں آیتِ شریفہ **یسئلونک عن الاھلہ** (البقرہ) میں اللہ سبحٰنہ وتعالیٰ کا ان حسابات سے اعراض کرتا ہوا جواب دینا نیز صاحبِ شریعت ﷺ کا حدیثِ امّی میں اِن حسابات کی واضح تردید فرمانا ہے،

جسکی تفصیل ہم مذکورہ کتب وتازہ شائع شدہ کتاب ''ثبوتِ ہلال، تاریخِ فلکیات اور جدید تحقیق'' میں آپ ﷺ، صحابہ کرام ہمارے اسلاف اور اہلِ سنت والجماعت دیوبندی بزرگوں کے فتاویٰ کی روشنی میں بیان کرچکے ہیں اور اس ضمیمہ میں اہلِ سنت والجماعت بریلوی بزرگوں کے فتاویٰ کی رو سے بھی یہ تفصیل قارئین کے سامنے آگے آرہی ہے۔

بعض حضرات نمازوں کے اوقات کی جنتریوں کو دیکھ کر یہ سمجھتے ہیں کہ ''نمازوں کے اوقات میں جب جنتری پر عمل کرنا جائز ہے تو یہ کہنا تو صحیح نہ ہوا کہ اوقات میں اصل تو ان کی

علامات کے مشاہدات ہیں'' ! دراصل عبادات کے لئے مدارِ اوقات تو مشاہدات ہی ہیں مثلاً اسلامی مہینوں کا دارومدار چاند کی گردش پر ہے اور اسلامی پہلی کی تعیین کے لئے '' چاند کی بعینہ رویت ومشاہدہ'' کو ضروری قرار دیا گیا ہے اسی طرح نمازوں کے اوقات جو کہ سورج کی گردش پر مبنی ہیں مگر اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان اوقات کو معلوم کرنے کے لئے سورج کی بعینہ رویت کا حکم نہیں فرمایا بلکہ اس کے بجائے سورج کی گردش اور اس کی '' روشنی کے ضمن میں پیدا ہونے والے '' فضائی حالات'' کو اوقاتِ نماز کا قائم مقام ٹھہرا کر ان کے '' مشاہدات'' کو مبنیٰ قرار دیا گیا، اسی سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نمازوں کے اوقات میں سورج کو بعینہ دیکھنا ضروری نہیں جبکہ مہینہ کی ابتداء کے لئے چاند کو بعینہ دیکھنا ضروری ہے۔

صاحبِ شریعت ﷺ نے دین میں نمازوں کے اوقات کی علامات کی طرح '' پہلے چاند'' کی کوئی علامت متعین نہیں فرمائی ہے جسے دیکھ کر یقین کر لیا جائے کہ آج پہلی ہے، اگر ایسا ہوتا تو اس کی ایک شکل یہ ہو سکتی تھی کہ پہلی کے چاند کی تعیین، شروع کے چاند کے بجائے بدرِ کامل سے کی جاتی ! کیونکہ مہینہ کی گنتی '' بدرِ کامل سے شروع کرنا بظاہر آسان ہے کہ اِسے دیکھنے میں مشکل نہیں نیز بدرِ کامل میں اس کی کمالیت کا وصف بھی موجود ہے!

اللہ تعالیٰ نے بدرِ کامل پر پہلی کی تععیین کے بجائے نئے چاند کی رویئت کا حکم دیا، یہ سب اللہ تعالیٰ کی حکمتوں اور دینِ فطرت کے تقاضے ہیں اسی لئے پہلی کے چاند کے مسئلہ میں اس کی تعیین پہلے چاند کی رویت ہی پر رکھی گئی اور عدمِ رویت پر تیس دن پورے کر کے نئے

مہینہ کی ابتداء مشروط قرار دی گئی اور نمازوں کے اوقات میں بعینہ سورج کو دیکھنے کے اس کی گردش پر مبنی روشنی کے حالات سے مشروط کیا!

لہٰذا چاند کے مسئلہ کو نمازوں کے اوقات کی جنتری پر منطبق نہیں کیا جا سکتا پھر نمازوں کے اوقات کی ڈگریوں کی جنتریوں کا مدار اصلاً منصوص روشنی اور اس کے مشاہدات ہیں! مثلاً دن کی نمازیں چاہے ظہر وعصر ہوں یا رات کی نمازیں مغرب، عشاء وفجر ہوں سب میں ان نمازوں کے اوقات، سورج کی روشنی اور اس کے حالات کے مشاہدہ واندازہ سے ہی منسلک ہے، اس لئے چاند کے مسئلہ کی بہ نسبت نمازوں کے اوقات میں اگر علامات کے مشاہدات پر مبنی جنتری بنا کر اس پر عمل کرنے کی شرعاً گنجائش شرعاً ہے تو اس کی وجہ ڈگریوں والے اوقات کی صحت کا کسی بھی وقت مشاہدات سے جانچا جا سکنا ہے جبکہ چاند کے مسئلہ میں یہ ممکن نہیں!

یہی وجہ ہے کہ فقہاء نے جنتری پر عمل کی یہ شرط رکھی ہے کہ اس کے اوقات، مشاہداتی اوقات کے خلاف نہ ہوں ورنہ یہ غلط ہوں گے اور ان اوقات میں نمازیں ادا نہ ہوں گی! معلوم ہوا کہ اوقاتِ نماز میں بھی واقعۃً اصل تو مشاہدات ہی ہیں جیسے چاند کے مسئلہ میں اصل اس کا مشاہدہ ہے۔ یاد رہے کہ ہماری کتاب '' برطانیہ میں عشاء کا صحیح وقت'' میں (از مولوی یعقوب احمد مفتاحی) جنتری پر اوقات کی ترتیب کے جواز کے متعلق تفصیل سے بحث کی گئی ہے جسے وہاں دیکھا جا سکتا ہے۔

بہر حال شریعتِ اسلامیہ میں نمازوں کے اوقات اور ثبوتِ ہلال میں مفروضہ فلکیاتی

حسابات وڈگریاں ''مدار'' نہیں بلکہ دونوں میں اصل مدار ''رویت ومشاہدات'' ہی ہیں اور ہمارا مقصد اس ضمیمہ سے اپنی کتب میں رہ جانے والی علمائے بریلی کے فتاویٰ وآراء کی کمی کو پورا کرنا ہے اس حوالہ سے ہم ذیل میں فاضل بریلی کے فتاویٰ وآراء آپ ہی کے فتاویٰ مجموعہ ''فتاویٰ رضویہ'' سے یہاں شامل کررہے ہیں۔

فاضل بریلی مرحوم نے فلکیاتی حساب کے اپنے مخصوص نظریہ کے باوجود اوقاتِ نماز میں مشاہدہ ہی کو اصل ومدار قرار دیا ہے ملاحظہ فرمائیں:

فتویٰ (1) مولانا احمد رضاخان بریلوی مرحوم

مسئلہ ۲۶۳ : کیا فرماتے ہیں علمائے دین مبین ومفتیانِ شرع متین اس باب میں کہ شریعت میں صبح صادق کا کوئی کلیہ قاعدہ ہے جس کے ذریعہ سے معلوم ہوجایا کرے کہ صبح صادق فلاں وقت ہوتی ہے، اور آنکھوں سے دیکھنے کی کچھ ضرورت نہ ہے یا کوئی حساب اور کلیہ قاعدہ نہیں ہے بلکہ آنکھوں سے دیکھنے ہی پر منحصر ہے، اگر قاعدہ کلیہ نہیں ہے تو ''مفتاح الصلوٰۃ میں جو حوالہ خزانۃ الروایات'' لکھا ہے کہ رات کا ساتواں حصہ فجر ہوتا ہے اس کا کیا مطلب؟ بینوا وتوجّروا

الجواب : شریعتِ مطہرہ محمدیہ علیٰ صاحبہا افضل الصلوٰۃ والتحیۃ نے نماز وروزہ وحج وزکوٰۃ وعدتِ وفات وطلاق ومدّتِ حمل وایلا وتاجیل عنین ومنتہائے حیض ونفاس وغیرذٰلک امور کے لئے یہ اوقات مقرر فرمائے، یعنی طلوعِ صبح وشمس وشفق ونصف النہار ومثلین وروز وماہ و

سال ان سب کے ادراک کا مدار رویت پر مشاہدہ پر ہے۔ ان میں کوئی ایسا نہیں جو بغیر مشاہدہ مجرّد کسی حساب یا قانونِ عقلی سے مدرک ہوجاتا، ہاں **رویت ومشاہدہ ان سب کے ادراک کا سببِ کافی ہے اور یہی اس شریعتِ عامہ تامہ شاملہ کاملہ کے لائق شان تھا کہ تمام جہان کے لئے اُتری اور اُن میں اکثر وہ ہیں کہ دقائق محاسبات ہیئات وزیج کی تکلیف انہیں نہیں دی جاسکتی**، انا امۃ امیۃ لانکتب ولانحسب (اِبی داؤد)

ہم امی امت ہیں نہ لکھتے ہیں اور نہ حساب کرتے ہیں۔ت) فرماکر اپنے تمام غلاموں کے لئے ایک آسان اور واضح راستہ کھول دیا اور ان تمام اوقات کے لئے حکیم رحیم عزجلالہ نے دو کھلی نشانیاں مقرّر فرمادیں، **چاند اور سورج جن کے اختلافِ احوال پر نظر کرکے خواص وعوام سب اوقاتِ مطلوبہ شرعیہ کا ادراک کرسکیں** ؛ کما قال تعالیٰ: وجعلنا الیل والنہار آیتین فمحونا آیۃ الیل وجعلنا آیۃ النہار مبصرۃ لتبتغوا فضلاً من ربکم ولتعلموا عدد السنین والحساب وکل شیء فصلناہ تفصیلا (القرآن ۱۷/۱۲) جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا؛ اور ہم نے رات اور دن کو دو نشانیاں بنایا تو رات کی نشانی مٹی ہوئی رکھی اور دن کی نشانیاں دکھانے والی کہ اپنے رب کا فضل تلاش کرو اور برسوں کی گنتی اور حساب جانو اور ہم نے ہر چیز خوب جدا جدا ظاہر فرمادی،

وقال تعالیٰ ؛ یسئلونک عن الاھلۃ قل ھی مواقیت للناس والحج۔۔

(القرآن ۲۔۹۰) اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: تم سے چاند کا پوچھتے ہیں تم فرما دو وہ وقت کی علامتیں ہیں لوگوں اور حج کے لئے قال تعالیٰ؛ **کلوا واشربوا حتیٰ یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود من الفجر ثم اتموا الصیام الی الیل** (القرآن ۲/۱۸۷) اور اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد؛ کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ تمہارے لئے ظاہر ہو جائے سفیدی کا ڈورسیاہی کے ڈورے سے پو پھٹ کر، پھر رات آنے تک روزے پورے کرو۔ وقال صلی اللہ علیہ وسلم: صوموا لرئویته وافطروا الروئیته (بخاری کتاب الصوم ۱/۲۵۶) رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ اقدس ہے: تم چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر روزہ چھوڑ دو۔ (ت)

پھر ان میں بعض تو وہ ہیں جن کا مدار صرف روئیت پر ہی رہا وہ ہلال ہے کہ ان اللہ امدہ لروئیته (دارِ قطنی کتاب الصیام ح ۲۶) **بے شک اللہ تعالیٰ نے چاند کا مدار روئیت پر رکھا ہے۔ ت) اس کے ظہور وخفاء کے وہ اسباب کثیرہ نامنضبط ہیں جن کے لئے آج تک کوئی قاعدہ منضبط نہ ہوسکا۔ ولھذا بطلیموس نے مجیسطی میں باآنکہ متحیرہ خمسہ وکواکبِ ثوابت کے ظہور وخفاء کے لئے باب وضع کئے مگر روئیتِ ہلال سے اصلاً بحث نہ کی، وہ جانتا تھا کہ یہ قابو کی چیز نہیں، اس کا میں کوئی ضابطہ کلیہ نہیں دے سکتا**، بعد کے لوگوں نے اپنے تجارب کی بناء پر اگرچہ بلحاظ درجہ ارتفاع یا بُعدِ سواء یا بُعد معدل وقوسِ تعدیل الغروب وغیر ذٰلک کچھ باتیں بیان کیں مگر وہ خود بشدت مختلف ہیں اور باوصف اختلاف کوئی اپنے قرارداد پر جازم

بھی نہیں جیسا کہ واقفِ فن پر ظاہر ہے،

اسی لئے اہلِ ہیئتِ جدیدہ باآنکہ محض فضول باتوں میں نہایت تدقیق وتعمق کرتے ہیں اور سالانہ (برطانوی رصدگاہی ڈائری) المناک میں ہر روز کے لئے قمر کے ایک ایک گھنٹہ کا میل ومطالع قمر اور ہر مہینہ میں آفتاب کے ساتھ اس کے جملہ انظار اجتماع واستقبال وتربیع ایمن وایسر کے وقت دیتے ہیں اور ہر ہر تاریخ پر متحیرات وثوابت کے ساتھ اس کے قرانات بیان کرتے ہیں مگر رویتِ ہلال کا وقت نہیں دیتے، وہ بھی سمجھے ہوئے ہیں کہ یہ ہمارے بوتے کا نہیں۔ ولہذا **ہمارے علماء نے تصریح فرمائی کہ اس بارہ میں قولِ اہلِ توقیت پر نظر نہ ہوگی**، درمختار میں وہبانیہ سے ہے؛ وقول اولی التوقیت لیس بموجب، (ص ۱/۱۴۸) اہلِ توقیت کا قول سببِ وجوب نہیں بن سکتا (فتاویٰ رضویہ جلد ۱۰ ص ۶۱۷ تا ۶۲۴) اھ۔ ت

(**اس کے بعد نماز روزہ کے حوالہ سے اُن کے اوقات کے سلسلہ میں فلکیاتی حسابات کا انکار کرتے ہوئے وضاحت فرماتے ہیں**)

اور باقی وہ ہیں کہ اگرچہ ان کا اصل مدار روئیت پر ہے مگر روئیت ہی کے تکرّر سے تجربہ نے ان کے بارے میں ضوابطِ کلیہ دیئے جن کا ادراک بے روئیت نہ ہوسکتا تھا مگر بعد ادراک وہ قاعدہ مقرر ہو کر وقت کو قوانینِ علمِ ہیئات وزیج کے ضابطہ میں لے آنا میسر ہوا جس کے سبب ہم پیش از وقت حکم لگا سکتے ہیں کہ فلاں وقت مطلوبِ شرعی فلاں گھنٹے منٹ سیکنڈ پر واقع ہوگا (پھر اس پر آیتِ شریفہ الشمس والقمر بحسبان اور ذٰلک تقدیر العزز

العلیم نقل فرما کر اس طرح تجربات سے کسی ایک معیّن منتج حساب کی تعیین کو دو قطعیات کے ملنے پر حکمِ قطعی کے میسّر ہونے کا سبب بتلایا۔

اس کے بعد شرع میں ''**نجومی طلوع وغروب**'' **کا شرعاً انکار فرما کر اسے غیر ضروری قرار دیا اور (برطانوی رصدگاهی) 'المناک'' کی طرف سے هر روز اِن کے اوقات بتانے اور اِن کے ''ریفریکشن'' کی پیچیدگیوں کا ذکر کرکے المناک کے اِن اوقات پر اشکال ظاهر کیا اور ''حقیقی طلوع وغروب'' کے حسابی اندازه کو واضح کرتے هوئے فرمایا که ''یه وه علم هے جو اکثر هیئت دانوں پر مخفی رها، رجماً بالغیب باتیں اوڑاکئے،**

صبحِ کاذب کے وقت انحطاطِ شمس میں (اہلِ فن) مختلف ہوئے، کسی نے سترہ درجہ کہا کسی نے اٹھارہ، کسی نے انیس بتائے۔ اور مشہور اٹھارہ ہے، اور اسی پر شرحِ چغمنی نے مشی کی، اور صبح صادق کے لئے بعض نے پندرہ درجہ بتائے ہیں۔ اسے علامہ برجندی نے حاشیہ چغمنی میں بلفظ قد قیل نقل کیا اور مقرر رکھا اور اسی نے علامہ خلیل کاملی کو دھوکہ دیا کہ دونوں صبحوں میں صرف تین درجہ کا فاصلہ بتایا جسے ردالمحتار میں نقل کیا اور معتمد رکھا،

حالانکہ **یه سب ''هوسات'' بے معنیٰ هیں، شرع مطهر نے اس باب میں کچھ ارشاد فرمایا هی نهیں اس نے توصبح کی صورتیں تعلیم فرمائی هیں که صبح کاذب شرقاً غرباً**

مستطیل هوتی هے اور صبح صادق جنوباً شمالاً مستطیر، اور ہم اوپر کہہ آئے کہ ''**مقدارِ انحطاط جاننے کی طرف کسی برهانِ عقلی کو راه نهیں ''صرف مدار رویت'' پرهے اور ''رویت شاهد عدل'' هے که** صبحِ کاذب کے وقت ۱۷ یا ۱۸ یا ۱۹ درجے اور صادق کے وقت ۱۵ درجے انحطاط ہونا **اور'' صادق وکاذب میں صرف تین درجے کا تفاوت هونا'' سب محض باطل هے۔**

(اس کے بعد) آپ نے ۱۸ درجے پر انحطاط کو اپنے تجربہ میں محصور کر کے صبحِ کاذب کے خوب روشن ہونے کو ۳۳ درجہ آفتاب کے زیرِ افق ہونے پر ملاحظہ کرنے اور حکمِ شرعی اس سے متعلق نہ ہونے کی بنا پر اب تک اپنی طرف سے اس کے ''مشاہدات کا اہتمام'' نہ کرنے کی وضاحت فرمائی اور صبح صادق وکاذب میں ۱۵ درجے سے بھی زیادہ فاصلہ ہونے کا اپنا تجربہ بتلایا! اور پوری بحث کو سمیٹ کر آپ نے فرمایا کہ اس تمام بیان سے۔۔۔۔

تین باتیں واضح هوئیں:

(۱) **اصل مدار، روئیت هے ----** شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے **اسباب میں کوئی ضابطه وحساب ارشاد نه فرمایا**، نہ عقل صرف مقدارِ انحطاطِ صبح بتا سکتی تھی (۲) **هاں روئیت نے وه تجاربِ صحیحه دِئیے** جن سے

قاعدہ کلیہ ہاتھ آیا اور بے دیکھے وقت بتانا ممکن ہوا۔(۳) **ازانجا کہ یہاں جوقاعدہ ہوگا روئیت ہی سے مستفاد ہوگا** کہ شرع وعقل دونوں ساکت ہیں تولا جرم **جوقاعدہ ، روئیت یااس کے دِئے ہوئے قوانین کی مخالفت کرے، خود باطل ہونا لازم کہ فرع جب تکذیبِ اصل کرے توفرع باقرارِ خود کاذب ہے کہ اس پر مبتنی تھا ،جب مبنیٰ باطل یہ خود باطل،۔۔۔۔**

یہ قاعدہ ’’کہ صبح رات کا ساتواں حصہ ہوتی ہے اُنھی قواعدِباطلہ فاسدہ سے ہے کہ روئیت وقوانینِ عطیئہ رویت ،بالاتفاق اس کے بطلان پر شاھد ھیں ۔واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ رضویہ جلد ۱۰ص ۶۱۷ تا ۶۲۴) اھ۔

قارئین نے اوپر فاضل بریلی کی رائے وفتویٰ پڑھا جس میں آپ بھی وہی بات فرمارہے ہیں جوہم اس سے پہلے بارہا نقل کر چکے کہ ’’نصوص وصاحبِ شریعت ﷺ ،صحابہ

کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی سنت کے مطابق چاند کے مسئلہ کی طرح نمازوں کے اوقات میں بھی اصل مدار رؤیت ومشاہدہ ہی ہے‘‘۔

ہماری بحث کا محور خاص کر برطانیہ ویورپ ہے جیسے کہ برطانیہ میں برسوں اِن اوقات میں شورغول رہا کیا جس پر حزب العلماء یوکے کی ماتحتی میں محرم 8 الحرام ۱۴۰۸ھ تا محرّم ۱۴۰۹ ھ (مطابق ستمبر ۱۹۸۷ء سے اگست ۱۹۸۸ء) تک فجر وعشاء کی نماز کے اوقات کے سال بھر کے مشاہدے کئے گئے اور جونتائج تخریج ہوئے اُن سے ثابت ہوا کہ ’’اِن نمازوں کے مزعومہ ڈگری اوقات میں مطابقت نہیں ہے (چاہے وہ ۱۸ ڈگری ہو یا ۱۵ وغیرہ) بلکہ دونوں کے درمیان اوقات کا بہت زیادہ فرق ہے! اس پر حزب العلماء یوکے کی دعوت پر علمائے کرام کے دواجلاس (برطانیہ کے شہر بلیکبرن لنکا شائر میں پہلی مرتبہ مورخہ ۱۵ شعبان ۱۴۰۸ھ مطابق ۲ اپریل ۱۹۸۸ء بروز ہفتہ اور دوسری مرتبہ ۲۴ جمادی الاولی ۱۴۰۹ھ مطابق ۲ جنوری ۱۹۸۹ء بروز پیر) منعقد ہوئے۔

ان میں جمعیۃ العلماء برطانیہ، مرکزی جمعیۃ العلماء برطانیہ اور حزب العلماء یوکے ودیگر علمائے کرام نے فجر وعشاء کے اوقات کے مشاہدات پر تفصیلی بحث ومباحثہ اور مشاہدین پر جرح وقدح کے بعد طے کیا کہ چونکہ آبزرویٹری کے مفروضہ حساب کے مطابق ان نمازوں کے اوقات اور مشاہدات کے اوقات میں مماثلت کے بجائے بیّن فرق ہے اس لئے شرعی اصول اور مفتیانِ کرام کے فتاوی کے مدِّنظر آبزرویٹری والوں کے سورج کے زیرِ

افق بارہ، پندرہ یا اٹھارہ درجات کے مطابق اوقات غلط ہیں اور اب سے ان نمازوں کیلئے مشاہدات کے اوقات پر عمل کیا جائے (پوری تفصیل پیچھے ذکر کردہ میری کتب میں دیکھی جائے)۔

یاد رہے کہ ایک استفتاء بریلوی دارالافتاء کے مفتیانِ کرام پر بھی بھیجاگیاتاکہ معلوم ہو کہ نمازوں کے اوقات میں مشاہداتی نتائج اصل ہیں یار ڈگڑیاں ؟

چونکہ ہم نے استفتاء میں ساتھ ہی ثبوتِ ہلال کے لئے مفروضہ نیومون اور اس کے امکانِ رویت کے مفروض فلکی حسابات کی شرعی حیثیت کے متعلق بھی پوچھا تھا اس لئے دونوں سوالات کے جوابات ساتھ ساتھ ہی آئے کہ ''نمازوں کے اوقات اور ثبوتِ ہلال میں اصل مشاہدہ ہے نہ کہ فلکیاتی حساب''! سوال وجواب کی تفصیل من وعن ذیل میں نقل کر رہے ہیں:

؟؟؟؟؟؟؟-

محترم المقام حضرت مولانا مفتی۔۔۔۔۔۔۔صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعد تسلیمات، درج ذیل استفتاء کے بارے میں جواب مرحمت فرما کر ممنون ومشکور فرمائیں ۔امید ہے مزاج گرامی بعافیت ہوگا، دعواتِ صالحہ میں یاد رکھیں فقط والسلام

استفتاء 1 (**الف**)۔کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس بارے میں کہ رصدگاہوں کی پیش گوئیوں کے مطابق رمضان کی ابتداء وانتہاء، نیز عیدالضحی کرنی جائز ہے یا نہیں؟

ب۔کیا چاند کی گواہیوں کو رصدگاہ کی پیشگوئیوں کے ساتھ مشروط کرنا جائز ہے؟ یعنی کہ رصدگاہ والے امکانِ رویت جس دن بتلاتے ہوں تب چاند کی گواہیاں معتبر ہوں گی ورنہ نہیں۔

ج۔یا ۲۹ ویں کی شام کو چاند کی رویت کی شہادت پر اور شہادت نہ آنے کی صورت میں ۳۰ دن پورے کر کے رمضان کی ابتداء وعیدین منائی جائیں گی چاہے رصدگاہ والے امکانِ رویت بتلائیں یا نہ بتلائیں۔

استفتاء 2 (**الف**) کیا اوقات صلوٰۃ کے تعیّن میں رصدگاہوں کے حسابات کو اولیت ہوگی یا ان نمازوں کے اوقات کی علامات کے مشاہدات کو (**ب**) رصدگاہوں کے حسابات اور علامات کے مشاہدات کے اوقات میں اختلاف ہونے کی صورت میں کس پر عمل کیا جائے گا۔ بینوا وتوجروا

(دستخط) یعقوب احمد مفتاحی

ناظم حزب العماء یوکے (حزب العلماء یوکے کی مہر)

۔۔۔(ساتھ ہی سوال کے نیچے درجِ ذیل دو نوٹ بھی لکھے)۔۔۔

نوٹ (1): ہمارے ہاں برطانیہ میں بعض مہینوں میں رات بہت چھوٹی ہوتی ہے پھر بھی شفقِ احمر دو گھنٹوں میں غائب ہوتی ہے اور آفتاب بھی جلد طلوع ہو جاتا ہے جس سے کام کاج والوں کو سونا بہت کم ملتا ہے اور فجر کے لئے اٹھنا دشوار ہوتا ہے ایسی صورت میں عشاء کے وقت کو معدوم سمجھ کر غروب آفتاب سے ایک گھنٹہ بعد عشاء پڑھیں تو کیا جائز ہے؟ جبکہ ہمارے ہاں ایک عالم درجِ ذیل حوالوں سے مذکورہ صورت میں عشاء کے وقت کو مفقود جان کر اپریل، مئی، جون، جولائی اور اگست کے مہینوں میں رات کے چھوٹے ہونے اور نیند

پوری نہ ہونے سے عشاء کوغروب آفتاب کے بعد ''قابلِ برداشت'' وقفہ پر پڑھ لیناجائز کہتے ہیں!(وہ دلائل یہ ہیں) :۔۔۔۔۔

نوٹ(2): سوال کے ساتھ درجِ ذیل ''**دلائلِ یسر**'' بھی روانہ کئے جنہیں ایک مولوی صاحب اپنی دلیل میں پیش کرتے رہتے ہیں تاکہ سوال میں کوئی پہلوتشنہ نہ رہے۔

(ا لف) **القرآن**؛(۱) یرید اللّٰہ ان یخفّف عنکم وخلق الانسان ضعیفاً (النساء) (۲)یرید اللّٰہ بکم الیسرولا یرید بکم العسر (البقرہ) (۳)وماجعل علیکم فی الدین من حرج(الحج)(۴)وجعلنانومکم سباتا (النساء) (۵)لایکلف اللّٰہ نفساالِاّوسعھا (البقرہ). (**ب**) **احادیث** ؛(۱)عن ابی ہریرۃ رضی اللّٰہ عنہ عن النبی ﷺ قال ان الدین یسر الخ(بخاری) (۲)احب الدین الی اللّٰہ الحنفیۃ المعسار (بخاری) (۳) یسروا ولا تعسروا بشروا ولا تنفروا (بخاری) (۴) یبا ح الجمع من خاف علیٰ نفسہ او مالہ اوعرفہ ومن خاف ضرر ا یَلحقہ بترکہ فی معیشت (الفقہ علی المذاھب الاربعہ ج ۱ ص۸۷
۴ (**ج**)**مسلّماتِ فقہاء**: (۱)الحرج مرفوع(۲)اذاضاق الامراتسع(۳)الضرورۃ تبیح المحظورات(۴)المشقۃ تجلب التیسیر(۵)الضرریزال مھما امکن(**د**)کےمخصوص روایات؛مصنّف عبدالرّزاق کی دوناظورۃ الحج ۲ ص۸۲وص۱۹۶اسے،شرحِ نقایہ ج۱ص۵۲سے؛سُننِ کُبریٰ بیہقی کتاب

الصّلوٰۃ ص۳۷۳سے،اورایک مثال کفایۃ الاخبارفی حل غایۃ الاختصارج۱۔ازص۱۶۰۔

اس پردرج ذیل جوابات موصول ہوئے، فجزاھم اللّٰہ خیر الجزاء واحسن الجزاء فی الدارین :۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اہل سنت والجماعت کے بریلوی مکتب مفتیان کرام کے فتاویٰ ملاحظہ فرمائیں :

فتویٰ (2) **مفتی شہادت حسین صاحب**، **رضوی دارالافتاء محلہ سوداگران بریلی شریف**

جواب نمبر 1 ثبوتِ ہلال۔ (**الف**) رمضان کی ابتداءوانتہاءکسی چیز کی محض پیش گوئی پرکرناجائزنہیں۔رسول اللہﷺ فرماتے ہیں صوموا لرویتہ وافطروالرویتہ فام غم علیکم فاکملوا العدۃ ثلاثین ۔آپ نے بیان فرمایا کہ روزہ اورافطارکی بنارویت پرہے کہ پیش گوئی اس میں مفیدنہیں،قط الاعتبار ہے(**ب**) رویت کی شرعی شہادت کی موجودگی میں رویت ہلال کاحکم دیاجائے گا۔یہ حکم مزیدکسی چیز پرموقوف نہ ہوگا۔اخباراورجنتری کی پیش گوئیاں مطابق ہوں یامخالف(**ج**)ہاں یہ حکم حدیث کے مطابق ہے(کہ۲۹ویں کی شام کو چاند کی رویت کی شہادت آئے ا،اگرشہادت نہ آئے تواس صورت میں ۳۰دن پورے کرکے رمضان کی ابتداء وعیدین منائی جائیں گی چاہے رصدگاہ والے امکانِ رویت

بتلائیں یا نہ بتلائیں)۔

(**جواب نمبر**2 نمازوں کے اوقات۔

(**الف**) : (نمازوں کے اوقات کی علامات وشواہد کو (رصد گاہی حسابات پر) اولیت وفوقیت حاصل ہے ۔(**ب**) حساب اور علامات میں اختلاف کی صورت میں ترجیح علامات کو ہے ۔درمختار میں ہے لاعبرة بقول الموقتین ولوعدولا علی المذهب۔واللہ اعلم

فتویٰ (3) مفتی زین العابدین صاحب

جامعہ اشرفیہ ۔ ضلع فیض آباد

جواب نمبر 1 ثبوتِ ہلال۔(**الف**) جولوگ آسمانوں کے حال اور ستاروں کی چال سے بحث کرتے ہیں وہ اپنے حساب سے بتاتے ہیں فلاں دن رویتِ ہلال ہوگی ،فلاں انتیس کا مہینہ ہے اور فلاں تیس کا، پھر ان کی بات کہ ایک حساب ہے ٹھیک بھی پڑ جاتا ہے۔ان کے یہاں قرار پایا ہے کہ جب تک چاند آٹھ درجہ آفتاب سے دور نہیں ہوتا ہرگز نظر نہیں آتا اور جب بارہ درجے جدا ہوتا ہے ضرور نظر آتا ہے۔پھر وہ انتیس تاریخ کے وقت مغرب کی تقویم یعنی اس وقت فلک بروج سے چاند سورج کے مقامات نکالکر فصل دیکھتے ہیں اگر آٹھ درجہ سے کم پایا حکم لگا دیا کہ آج رویت ہرگز نہ ہوگی اور بارہ یا اس سے زیادہ پایا تو جزم کرلیا کہ رویت ضرور ہوگی اور آٹھ اور بارہ کے درمیان مشکوک رکھتے ہیں اس لئے''**اس کا کچھ اعتبار شرعاً نہیں ہے اور ان کی پیشنگوئی**

کے مطابق کرنا جائز نہیں''۔

(**ب**) : مشروط نہیں ہے مثلاً وہ کہیں ۲۹ شعبان کو ضرور رویت ہوگی کل یکم رمضان ہے شام کو ابر ہوگیا رویت کی خبر نہ آئی ہرگز رمضان نہ قرار دیا جائے گا بلکہ یوم الشک ٹھہرے گا یا **وہ کہیں آج رویت نہیں ہوسکتی ہے کل یقیناً ۳۰ شعبان ہے پھر آج رویت پر معتبر گواہی گذری فوراً قبول کی جائے گی اور خیال نہ کریں گے کہ بربنائے پیش گوئی آج رویت ناممکن تھی ۔**

(**ج**):حضور پورنور ﷺ نے صوم وفطر کا حکم رویت پر معلق فرمایا بخاری، مسلم وغیرہما میں بہت اصحاب رضوان اللہ تعالیٰ علیہم سے مروی ہے کہ حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں صوموا لرویته واچروالرویته فان اغمی علیکم فاکملوا عدة شعبان ثلاثین ۔

ترجمہ چاند دیکھ کر

روزہ رکھو چاند دیکھ کر ختم کرو اور اگر مطلع صاف نہ ہو تو تیس کی گنتی پوری کرلو پس ہمیں اسی پر عمل فرض ہے، باقی رہا حساب! تو اسے خود حضور ﷺ نے ایک لخت ساقط کر دیا صاف ارشاد فرماتے ہیں انا امة امية لانكتب ولانحسب الشهر هكذا وهكذا والشهر هكذا وهكذا ،ہم امی امت ہیں نہ لکھیں نہ حساب کریں مہینہ ۲۹ یا ۳۰ دن کا ہے۔ہم اپنے نبی امی ﷺ کے امی امت ہیں ہمیں کسی کے حساب وکتاب سے کیا کام، جب تک رویت ثابت نہ ہوگی نہ کسی کا حساب سنیں نہ تحریر مانیں نہ قرائن دیکھیں نہ اندازہ جانیں۔

جواب نمبر 2 نمازوں کے اوقات۔(**الف**) ۔۔۔رصدگاہوں کے حسابات اگر انکے (مشاہدات کے) مطابق ہیں تو قابلِ عمل ہوں گے ورنہ نہیں **(ب) اختلاف کی صورت میں** رصدگاہوں کے حسابات قابلِ عمل نہیں۔

فتویٰ(4) مفتی محمد شریف الحق صاحب دار الافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور، اعظم گڑھ

جواب نمبر 1 ثبوتِ ہلال۔(**الف**) **1۔**رصدگاہوں کی پیش گوئیوں کے مطابق روزہ رکھنا یا چھوڑنا یا عید کی نماز پڑھنی جائز نہیں، درمختار میں ہے ولاعبرة بقول الموقتين ولو عدولا واللہ تعالیٰ اعلم

(**ب**) 2 ۔ **شہادت شرعیہ کے قبول کو رصدگاہوں کی پیش گوئیوں کے ساتھ مشروط کرنا جائز نہیں کہ وہ کالعدم ہیں اورشہادت شرعیہ تنہاء حجت ور ثبوتِ ہلال کیلئے موجِب** ،تنویرالابصار میں ہے فیلزم اہل المشرق برویۃ اہل المغرب اذا ثبت عندہم رویۃ اولٰئک بطریق موجب ،اس کے تحت شامی میں ''طریق موجب'' کی تفسیر میں ہے''كان يتحمل اثنان الشهادة اويشهد اعلى حكم القاضى اويستفيض الخبر ۔واللہ تعالیٰ اعلم (**ج**)3۔ **یقینا اگر ۲۹ رمضان کو چاند ہوجانے کا ثبوت شرعی ہوجائے تودوسرے دن روزہ چھوڑدینا اور**

عید کرنا واجب ھے اور اگر ۲۹ کو نہ چاند نظر آئے اور نہ شرعی ثبوت ملے تو ۳۰ کی گنتی پوری کر کے اس کے دوسرے دن۔خواہ ''**رصدگاہ والے کچھ بھی کھیں ان کی طرف قطعاالتفات نھیں کیاجائیے گا**''۔واللہ تعالیٰ اعلم

جواب نمبر 2 نمازوں کے اوقات۔(**الف**) مشاہدے کو ترجیح حاصل ہوگی بشرطیکہ مشاہدہ کرنے والا مشاہدہ کا ماہر ہو نیز موسم صاف ہو گردوغبار، کہر، دھوویں افق پر نہ ہوں۔

ایک شبہ یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب اوقات صلاۃ میں اہل توقیت کا قول معتبر ہے تو رویتِ ہلال میں کیوں معتبر نہیں؟اس کا جواب امام احمد رضا صاحب نے یہ ارشاد فرمایا کہ چاند کے سلسلہ میں شریعت نے مدار رویت پر رکھا ہے یا تکمیل عدت پر ارشاد ہے صوموا لرویتہٖ وافطروالرویتہٖ اورارشادفرمایافان غم علیکم فاکملو االعدة ثلاثين يوما ۔نے بات کو بالکل واضح کر دیا۔غُم کے اصل معنی یہ ہیں کہ چاند ''بدلی میں چھپ گیا''اس کا حاصل یہ نکلا کہ اگر چاند افق میں اتنی اوپر آچکا ہے کہ اگر کوئی حائل نہ ہوتا تو نظر آجاتا مگر کسی حائل کی وجہ سے نظر نہیں آیا تو بھی تیس دن کی گنتی پوری کرنی واجب۔یہ اس پر قطعی دلیل ہے کہ مدار صرف رویت پر ہے علاوہ ازیں ''نحن امة امية لانكتب و لانحسب''فرما کر ہلال کے سلسلہ میں حساب وکتاب کو کالعدم قرار دیدیا''بخلاف نماز کے، کہ اس کے اوقات طلوع غروب زوال وغیرہ پر رکھا ان کی رویت پرنہیں رکھا''اس لئے اگر رویت کے علاوہ کسی اور ذریعہ سے طلوع،غروب وغیرہ کا علم ہوجائے تو وہ معتبر ہوگا۔۔

فتویٰ(5) مفتی دارالعلوم معین الاسلام
تھام ،ضلع بھروچ گجرات ھند

جواب نمبر 1 ثبوتِ ہلال۔ (**الف**) جی نہیں (رصدگاہوں کی پیش گوئیوں کے مطابق عمل جائز نہیں)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(**ب**) **محض بے اصل اور شریعت پر زیادتی** (کرنا ہے کہ رویئت کی گواہیوں کو رصدگاہ کی پیش گوئیوں سے مشروط کیا جائے)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(**ج**) **جی ہاں یہی حکم شرعی ہے** (کہ رویئت ہوجائے تو، بصورتِ دیگر ۳۰ دن پورے کریں چاہے رصدگاہ والے امکانِ رویئت کا کہیں یا منع کریں) اِسی (گواہی) پر عمل فرض ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ اہل ہیئت وہ لوگ ہیں جو آسمانوں کے حال اور ستاروں کی چال سے بحث کرتے ہیں وہ اپنے حساب سے بتاتے ہیں کہ فلاں دن رویت ہلال ہوگی فلاں مہینہ ۲۹ کا ہوگا فلاں ۳۰ کا۔ پھر ان کی بات کہ ایک حساب ہے ٹھیک بھی پڑتی ہے مگر **صحیح مذہب میں اس کا کچھ اعتبار نہیں اگرچہ ثقہ عادل ہوں اگرچہ ان کی جماعتِ کثیر یک زبان ایک ہی بات پر اتفاق کرے!**

درمختار میں ہے لاعبرۃ بقول الموقتین ولو عدولا علی المذہب، ردالمحتار میں ہے بل فی المعراج لایعتبر قولھم بالاجماع ولایجوز للمنجم ان یعمل

بحساب نفسہ. شارع علیہ السلام نے صوم، فطر واضحیہ کا حکم رویت پر معلق فرمایا، بخاری شریف، مسلم شریف وغیرہما میں ہے صوموا لرویتہ افطروا لرویتہ فان اغمی علیکم فاکملوا اعدۃ شعبان ثلاثین، پس ہمیں اسی پر عمل کرنا فرض ہے،

ثبوت رویت ہلال کے شرع میں سات طریقے ہیں:

(۱) چاند دیکھنے والے کی گواہی (۲) گواہوں نے چاند خود نہ دیکھا بلکہ دیکھنے والوں نے ان کے سامنے گواہی دی اور اپنی گواہی پر انہیں گواہ کیا (۳) شہادت علی القضاء: دوسرے کسی اسلامی شہر میں حاکمِ اسلام کے حضور رویتِ ہلال پر شہادتیں گذریں اور اس نے ثبوت ہلال کا حکم دیا دو شاہدان عادل اس گواہی وحکم کے وقت موجود تھے انہوں نے یہاں قاضی شرع سے کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ فلاں شہر کے قاضی شرع کے حضور رویت ہلال کی شہادت گذری اور انہوں نے رویت ہلال کا حکم دیا (۴) کتاب القاضی الی القاضی: قاضی شرع کے سامنے شرعی گواہی گزری اس نے دوسرے شہر کے قاضی شرع کے نام خط لکھا کہ میرے سامنے اس مضمون پر شہادت شرعیہ قائم ہوئی اور اس خط میں اپنی اور مکتوب الیہ کا نام و پتہ پورا لکھا اور دو گواہانِ عادل کے سپرد کیا کہ یہ میرا خط فلاں شہر کے قاضی کے نام ہے وہ دونوں عادل باحتیاط اس قاضی کے پاس لائے (۵) استفاضہ (۶) اکمال عدت: جب ایک مہینہ کے تیس دن کامل ہوجائیں تو ماہ متصل کا ہلال آپ ہی ثابت ہوجائے گا (۷) توپیں سننے کی آواز: اسلامی شہر میں حاکم شرع معتمد کے حکم سے ۲۹ کی شام کو توپوں کے فائر صرف بحالت

ثبوت شرعی رویت ہلال ہوا کرتے ہوں۔ بہت مختصر ساتوں طریقے بیان ہوئے تفصیل کیلئے فتاویٰ رضویہ ج ۴ کا مطالعہ کیا جائے۔

حساب کو بھی حضور اقدس ﷺ نے یک لخت ساقط کردیا صاف ارشاد فرماتے ہیں: انا نحن امة امية لانكتب ولانحسب الشهر هٰكذا وهٰكذا والشهر هٰكذ وهٰكذا ہم امی امت ہیں نہ لکھیں نہ حساب کریں ۔۔۔ بخاری ومسلم۔ بحمدہ تعالیٰ اپنے نبی امی ﷺ کے امی امت ہیں **ہمیں کسی حساب کتاب سے کیا کام جب تک رویت ثابت نہ ہوگی نہ کسی کا حساب سنیں نہ تحریر مانیں نہ قرائن دیکھیں نہ اندازہ جانیں** واللہ تعالیٰ اعلم۔۔

فتویٰ (6) مفتی محمد شبیر احمد صاحب

دار العلوم شاہ عالم احمد آباد گجرات

جواب نمبر 1 ثبوتِ ہلال۔ (**الف ۔ ۱**) صورتِ مسئولہ میں ثبوتِ ہلال کیلئے رویت یا شہادتِ شرعی شرط ہے۔۔ جنتری اور علم ہیئت وغیرہ سے چاند کا ثبوت نہیں ہوسکتا، حدیث پاک میں ہے صوموا لرویته وافطروا لرویته. ھو اعلم (۲) ہرگز نہیں اسکی پیش گوئی کا شرعا کوئی اعتبار نہیں۔ ھو اعلم (۳) ۲۹ کو چاند نظر نہ آئے یا شہادت نہ ملنے کی صورت میں ۳۰ پورا کرنے کا حکم ہے بحوالہ کتب حدیث ھو اعلم۔ **جواب نمبر** 2۔ نمازوں کے

اوقات (**الف**) **احادیث مبارکہ میں جو علامتیں بتلائی گئی ہیں اس کو اولیت حاصل ہے** (رصدگاہوں کے حسابات کو نہیں اس لئے مشاہدہ کو رصدگاہی حسابات پر فوقیت ہوگی) ھو اعلم ۔**ب** (مشاہدہ والے) شرعی طریقہ پر عمل کیا جائے گا (جب مشاہدات اور رصدگاہی حسابات میں فرق ہو تو!) ھو اعلم .

فتویٰ (7) مفتی محمد یعقوب صاحب

دار الافتاء جامعہ گلزار حبیب سولجر بازار کراچی 2

جواب : ثبوتِ ہلال (**الف**) ''رصدگاہی اطلاعات وحساب شرعاً معتبر نہیں'' کیونکہ اسلام میں اوقاتِ عبادات کا رویت اور علامات افقی سے اعتبار کیا ہے اور اس بارے میں بطور احتیاط شہادتِ شرعی کو لازمی قرار دیا ہے۔ **رصدگاہ یہ سائنسی ایجاد کے کرشمے وتجربے ہیں جن کے بارے میں خود اس کے موجد برملا اظہار کرچکے ہیں کہ یہ حرف آخر نہیں ہوتے بلکہ ہر تجربہ دوسرے نئے حالات وتغیرات کا پیش خیمہ ہوتا ہے اور ہر نیا تجربہ پہلے اور سابق تجربہ کو باطل کردیتا ہے تو شرعا اس کا اعتبار نہیں**۔ بخلاف شرعی قوانین کے کہ وہ مستحکم ہوتے ہیں اور دنیا میں تغیرات کے سامنے روبزوال نہیں ہوتے، اسی لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کئی ایسے ضابطے بیان فرماتے ہیں جو مذکورہ بالا بیان کے شاہد ہیں مثلا آپ ﷺ نے رویت ہلال رمضان کے متعلق ارشاد فرمایا صوموا لرویته ۱۲ جو سب

مفروضہ حساب کومنہدم کر دیتا ہے۱۲

فتویٰ(8) مفتی وقار الدین صاحب،

دار الافتاء دار العلوم امجدیہ

جواب نمبر 1 ثبوتِ ہلال (**الف**) نبی کریم ﷺ نے چاند دیکھنے پر احکام مقرر کئے ہیں اور فرمایا صوموالرویته وافطروالئویته چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر افطار کرو اور اگر ابر ہو تو تیس دن کا مہینہ پورا کرلو۔ معلوم ہوا کہ اللہ اور رسول اللہ ﷺ کا رویت کے معاملہ میں منشا یہ ہے کہ عوام کو ان کی رویت پر احکام دئے جائیں تاکہ وہ عبادتیں اطمینان سے کرسکیں، چند حساب دانوں کے علم پر روزہ وافطار کو معلق نہ کر دیا جائے کہ وہ غلطی کر دیں تو ساری عبادتیں برباد ہو جائیں اور عوام کو اطمینان حاصل نہ ہو جب ”**شریعت نے احکام کا دارومدار رویت پر رکھاھے تورویت ہونے کی صورت صورت میں رمضان اور عید کے احکام شروع ہوجائیں گے اگرچہ وہ ”حساب کرنیوالوں کے خلاف ھو**“۔

جواب نمبر 2 **اوقاتِ نماز** (**الف**) مختلف ممالک میں دن رات کی مقدار ایک نہیں ہوتی ہے، لہٰذا جن اوقات میں دن رات اور طلوع وغروب روزانہ ہوتا ہو اور رات چھوٹی یا بڑی ہوتی ہو ان ممالک میں نمازیں، اوقات کے مطابق پڑھی جائیں گی اور مغرب وعشاء کے اوقات میں وہی اعتبار کیا جائے گا جس کو حدیث میں مقرر کر دیا گیا۔۔۔لندن وغیرہ جن ممالک کا تذکرہ آپ نے کیا ہے ان میں بھی شفق غائب ہونے سے مغرب کا وقت

ختم ہوگا، بعض ائمہ نے سرخی کو شفق مانا ہے ان کے نزدیک سرخی پر احکام ہوں گے، اب آپ کا **یہ عذر کہ رات چھوٹی ہوتی ھے اس لئے عشاء کی نماز غروب آفتاب کے ایک گھنٹہ بعد پڑھ لی جائے ”شرعاناقابل قبول“ ھے**۔

جب آپ خود اقرار کرتے ہیں کہ شفق غائب ہونے کے بعد عشاء کا وقت بھی ہوتا ہے مگر صبح کو کام پر جلدی جانے کی وجہ سے جلدی عشاء پڑھ کر سوجائے اور پھر صبح کام پر چلے جائیں اس کا **مقصد یہ ہواکہ ھرڈیوٹی والا ڈیوٹی کے اعتبار سے نماز پڑھ لیاکرے! مسلمان یہ تصور بھی نہیں کرسکتا کہ نماز جیسی اھم عبادت کو صرف دنیاکی خاطر بے وقت پڑھاجائے!** حالانکہ اللہ تعالیٰ نے نماز کو اوقات مقررہ کے ساتھ مشروط کیا تھا، اور (عسر پر دال) **جو احادیث آپنے نقل کی ھیں وہ سند کے اعتبار سے ایسی ھیں کہ محدثینِ مشھورین نے اور ائمہ میں سے کسی نے انھیں قابل عمل نہ بتایا اور ان کے خلاف جومستند احادیث تھیں ان پر عمل کیا، ”یہ حیلہ بازی ھے کہ اپنی سہولت کیلئے ایسی روایتیں تلاش کی جائیں جن سے اپنا مقصد حاصل ہوجائے**“!

دین میں آسانی حاصل کرنے کا اگر وہی مطلب لے لیا جائے جو آپ بیان کررہے ہیں **تو(کیاپھر)احکامِ شرعیہ کو بدل دیاجائے**(؟) اس لئے کہ جس پر یہ

یہ احکام شرعیہ لازم ہوتے ہیں یعنی عاقل بالغ (اس) کو ''مکلّف'' کہتے ہیں اور ''یسر'' اس کے مخالف ہے، لہٰذا (اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ احکام شرعیہ کو پس پشت ڈالکر اور) آجکل کی مشغول زندگی کی بنا پر جسوقت آسانی سے نماز پڑھ سکتے ہو پڑھ لو، (ایسے ہی) گرمی میں اگر روزہ نہیں رکھ سکتے ہو تو ''عیسائیوں'' کی طرح جاڑوں میں روزہ رکھ لیا جائے۔

بریلوی حضرات کے دیگر فتاویٰ :

فتویٰ (9) مولانا محمد امجد علی رضوی صاحب از ماہنامہ طیبہ (گجراتی، فروری ۱۹۹۴ء) احمد آباد۔ ہند

آپ فرماتے ہیں (۱) **فلکیاتی حساب کتاب جاننے والا (یا رصدگاہ والے) کہدیے کہ آج چاند ہے یا، نہیں ہے تو اس کا (نفیا واثباتاً) کوئی اعتبار نہیں چاہے وہ شخص عادل ہو یا اِس طرح کے بہت سارے لوگ ایسا کہیں!** ، کیونکہ شریعت میں چاند کا دیکھنا یا چاند دیکھنے کی گواہی کا ثبوت ملنا یہی معتبر ہے۔ (۲) (رویتِ ہلال میں اختلافِ مطالع کا اعتبار نہیں اس لئے) ایک جگہ چاند دیکھا جائے تو وہ فقط اس جگہ کے لئے ہی مخصوص نہیں بلکہ پوری دنیا کے لئے ہے بشرطیکہ شرعاً معتبر خبر دوسری جگہ پہونچے (درمختار)۔

مختلف مفتیانِ کرام وعلماء کے فتاویٰ و بیانات :

فتویٰ (10) مولانا مفتی محمد شفیع الهاشمی صاحب، اتحاد العلماء برطانیہ

آپ فرماتے ہیں: **رسول اللہ ﷺ سے زیادہ امت کا کوئی خیر خواہ نہیں ہوسکتا۔ اگر حضور چاہتے تو اپنی امت کو روزہ**

عیدین اور حج ودیگر تمام مذہبی تہواروں کا قیامت تک کا کیلنڈر عنایت فرمادیتے ، حضور ﷺ نے امت کی بھتری میں ایسا نہیں کیا تاکہ مسلمان رویت کی شرعی برکتیں حاصل کرکے سنت کے مطابق عبادات کا تعین کرتے رہیں۔

جو لوگ مصر، اردن اور عرب امارات کی ''شرعی شہادت'' کو کیلنڈر قرار دیکر مسترد کر دیتے تھے اب وہی لوگ خود کیلنڈر تقسیم کر چکے ہیں جس میں سال بھر کی عبادات اور مذہبی تہواروں کا وقت (رمضان وعیدین وغیرہ مہینوں کے چاند دیکھے بغیر ہی) پہلے سے متعین کر دیا گیا ہے جو شرعاً قابل قبول نہیں۔ افسوسناک بات یہ ہے کہ آبزرویٹری کی تقلید کرنے والے گروپ بھی جدا جدا عید کا اعلان کر چکے ہیں جس سے برطانیہ کے مسلمانوں میں ایک نیا فساد پیدا کر دیا گیا ہے (جنگ لندن ۱۶ فروری ۱۹۹۵ء)

فتویٰ (11) مولانا مفتی محمد سعید صاحب مرکزی سنی جماعت برطانیہ

علامہ مفتی محمد احمد سعید صاحب نے پاکستان کے خلائی تحقیقی ادارے ''اِسپارکو'' کے ڈائیریکٹر اسحاق مرزا کا یہ دعویٰ کہ ۸ جنوری پیر کی شام کو چاند دکھائی دینا چاہیئے اور اس کے مقابلہ میں ماہر فلکیات صدر رضوی کا یہ دعویٰ کہ پاکستان میں پیر کو چاند دکھائی دینا ناممکن ہے، دونوں کے **متضاد دعووں سے یہ بات مزید ثابت ہوجاتی ہے کہ ''رویتِ ہلال کے سلسلہ میں آبزرویٹری کے اعلانات غیر یقینی ہیں لہٰذا جو لوگ آئے دن اس پر زور دیتے رہتے ہیں کہ صرف آبزرویٹری کا ''امکانِ رویت فارمولہ'' تعیّنِ رمضان وعیدین کیلئے کافی ہے وہ لوگ شریعتِ اسلامیہ**

کے ساتھ دھوکہ کرتے ھیں کیونکہ شریعتِ اسلامیہ کے فیصلوں کی بنیاد ''یقینیات'' پر ھوتی ھے جیساکہ عینی گواہ جب چاند دیکھتے ھیں توانُھیں یقین ھوتاھے کہ وہ چاند ھے مگراس کے مقابلہ میں آبزرویٹری کے ماہرین، رویت کے سلسلہ میں متضاد بیانات کا شکار ہوتے رہتے ہیں جوکسی صورت ''مفیدِ یقین'' نہیں ہوتے!

جب ماہرِ فلکیات صدر رضوی نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ پیر کو چاند دکھائی دینا ناممکن ہے، اس سے مزید معلوم ہوا کہ عدم امکان رویت کے باوجود چاند دیکھا جائے جیسا کہ پاکستان میں دیکھا گیا ہے۔تو **ثابت بھی ھوگیا کہ آبزرویٹری کی بنیاد پر امکان رویت ھویاعدمِ امکانِ رویت ھودونوں صورتوں میں کھلی آنکھ سے چاند کی تلاش ضروری ھے اور وجودِ قمر ونیومون والے فارمولے تو مزید گئے گذرے ھیں** (دی نیشن، جنوری ۱۹۹۵ء)۔

فتویٰ(12) مفتی عبد الرسول منصور الازھری اورمشھورعالمِ دین پیرزادہ سردار احمد قادری صاحب

مشہور عالمِ دین اور قانونی ماہر سردار احمد قادری صاحب نے فرمایا کہ ''میں ذاتی طور پر (شارع علیہ السلام کے وحیانہ فامولہ کو چھوڑکر) کسی اَور فارمولہ پر نہ تو یقین رکھتا ہوں اور نہ ہی ''پیشگی اعلانوں کی پالیسی کو درست سمجھتا ہوں کیونکہ پہلے سے طے شدہ فارمولوں کی وجہ سے سب اختلافات پیدا ہوئے ہیں، اسکول کی چھٹی کے نام پر ہفتوں پہلے کئے گئے اعلانات سے جوفضاء مکدّر ہوجاتی ہے وہ سب کے سامنے ہے،

خواہ عید (یا رمضان) کسی بھی دن ہوجائے لیکن اس کا فیصلہ چاند کے متوقع طور پر نظر آنے کی شام کیا جائے تو اس سے نہ صرف حضور ﷺ کے عہد مبارک کے ایک اہم عمل کی

یاد تازہ ہوجاتی ہے بلکہ عینی شاہدوں کی شہادت ملنے کی صورت میں کسی حتمی فیصلہ پر بھی پہونچا جاسکتا ہے۔۔۔اسکول وکام سے چھٹی کے لئے آسانی کے نام پر پہلے سے عید کی تعین کر دینے کے تصور اور اتحاد امت کے فلسفہ پرروشنی ڈالتے ہوئے آپ مزید فرماتے ہیں کہ :جب تک برطانیہ میں پیشگی فیصلے نہیں ہوتے تھے تو عیدین کے مواقع پر اتفاق واتحاد کے عملی مظاہرے نظر آتے تھے۔۔۔سوال صرف یہ ہے کہ کیا ہم ایک دن کی (پیشگی) چھٹی کے لئے اتحادِ امت کو خطرے میں ڈال سکتے ہیں؟، اتحاد امت کو جو اولیت حاصل ہے علمائے کرام اس کی اہمیت سے آگاہ ہیں اور یہ حقیقت ان سے پوشیدہ نہیں۔

ایک معاصر روزنامہ میں چھپنے والی خبر کے مطابق بلیکبرن سے ایک عالمِ دین کے فیکس کے مطابق ڈیوزبری کے چھ مسلمانوں نے چودہ معززین کے سامنے جن میں تین علمائے کرام کے علاوہ علاقے کے کونسلر بھی شامل تھے حلفیہ طور پر (قسم اٹھاکر) بیان دیا کہ ان (۶ حضرات بشمول چار عورتوں نے مورخہ ۱۷ جنوری ۱۹۹۹ء چہارشنبہ کی شام عین مفروضہ نیومون کے وقت) **عید الفطر ۱۴۱۹ھ کا چاند چار بجکر ۳۵ سے ۴۰ منٹ کے درمیان اپنے گھر کے باھر دیکھا۔چودہ معززین نے اس بات کی تصدیق کی تھی کہ گواھوں سے سوالات کے بعد ھمیں اس شھادت پر اعتماد ھے۔** اس تازہ ترین صورت حال پر میں نے **مرکزی امیر مفتی عبد الرسول منصور الازھری** سے فون پر دریافت کیا کہ آیا ان شہادتوں کی بنیاد پر سوموار کو عید الفطر پڑھنا جائز تھا؟ تو محترم مفتی صاحب نے اس کا جواب اثبات میں دیا اور فرمایا کہ ''**عینی شاھدوں کی صورت**

میں عید پڑھنا بالکل صحیح تھا۔ ----------

فتویٰ(13)فاضلِ بریلی مولانا احمد رضاخان فرماتے ھیں:

از فتاویٰ رضویه: اُن امور میں جن کا دربارۂ تحقیقِ ہلال کچھ اعتبار نہیں ؛

(**م قمر ۱**) **اھلِ ھیئات کی بات کاکچھ اعتبار نھیں اگرچه عادل ھوں اگرچه کثیر ھوں ،نه ھی خود اس پرعمل جائز**

۔(**ش**) اہلِ ہیئت وہ لوگ جو آسمانوں کے حال اور ستاروں کی چال سے بحث کرتے ہیں، وہ اپنے حساب سے بتاتے ہیں کہ فلاں دن رویئتِ ہلال ہوگی فلاں مہینہ انتیس ۲۹ کا ہوگا فلاں تیس ۳۰ کا۔ پھر اُن کی بات کہ ایک حساب ہے ٹھیک بھی پڑتی ہے، پر صحیح مذہب میں اس کا کچھ اعتبار نہیں اگر چہ وہ ثقہ عادل ہوں۔ اگرچہ اُن کی جماعتِ کثیرہ بیک زبان ایک ہی بات پر اتفاق کرے۔ مثلاً وہ ۲۹ شعبان کو کہیں آج ضرور رویئت ہوگی کل یکم رمضان ہے ۔شام کو ابر ہوگیا، رویئت کی معتبر خبر نہ آئی، ہم ہرگز رمضان قرار نہ دیں گے، بلکہ وہی یوم الشک ٹھہرے گا، یا وہ کہیں آج رویئت نہیں ہوسکتی، کل یقیناً ۳۰ شعبان ہے، پھر آج ہی رویئت پر معتبر گواہی گزری، فوراً قبول کرلیں گے اور کچھ خیال نہ کریں گے کہ بربنائے ہیئت آج رویئت ناممکن تھی، گواہ نے دیکھنے میں غلطی کی یا غلط کہا۔

(کیونکہ) شارع صلی االتعالی علیہ وسلم نے صوم وفطر کا حکم رویئت پر معلّق فرمایا، صحیحین

وغیرہما میں بطُرقِ کثیرہ بہت صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: صوموا لروئیته وافطروا لروئیته فان اغمی علیکم فاکملوا عدة شعبان ثلثین. (بخاری ، کتاب الصوم ۱/ ۲۵۶) ۔چاند دیکھ کر روزہ رکھو، چاند دیکھ کر ختم کرو اور اگر مطلع صاف نہ ہو تو تیس ۳۰ کی گنتی پوری کرلو۔

پس ہمیں اِسی پر عمل فرض ہے باقی رہا حساب، اسے خود حضور اقدس و نے یک لخت ساقط کردیا، صاف ارشاد فرماتے ہیں: انا امة امية لانكتب ولانحسب الشهر هٰكذا وهٰكذا والشهر هٰكذا وهٰكذا. رواه الشيخان وابو دائود ونسائی عن ابن عمر رضی اللّٰه تعالی عنهما (ترجمه) ہم امی امت ہیں، نہ لکھیں نہ حساب کریں دونوں ہاتھوں کی انگلیاں تین بار اُٹھا کر فرمایا مہینہ یوں اور یوں اور یوں اور یوں ہوتا ہے, تیسری دفعہ میں انگوٹھا بند فرمالیا یعنی انتیس ،اور مہینہ یوں اور یوں ہوتا ہے ,ہر بار سب انگلیاں کھُل رکھیں یعنی تیس (اسے امام بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی نے ابن عمر رضی للہ تعالی عنہما سے روایت کیا)۔

(فاضل بریلی فرماتے ہیں) ہم بحمد اللہ ولہ المن اپنے نبی ﷺ کی امی امت ہیں، ہمیں کسی کے حساب کتاب سے کیا کام، جب تک رویئت ثابت نہ ہوگی **نہ کسی کا حساب سنیں ،نہ تحریر مانیں ،نہ قرائن دیکھیں، نہ اندازاً جانیں**۔(آگے فقہی اقوال نقل کئے)لاعبرة بقول الموقتين ولو عدولاً

عَلی المذهب بل فی المعراج ،لایعتبر قولهم بالاجماع ولایجوز للمنجم ان یعمل بحسابِ نفسه الخ (صحیح مذہب کے مطابق نجومیوں (ورصدگاہ) کا قول معتبر نہیں اگرچہ وہ عادل ہوں۔، بلکہ معراج (کتاب) میں ہے کہ ان کا قول بالاجماع معتبر نہیں اور نجومی کو خود (بھی) اپنے حساب پر عمل کرنا درست نہیں۔۔ الخ۔

اس کے بعد (**ح**) کے ماتحت آپ ''نجومیوں کے امکانِ رویت حساب'' کو نقل کرتے ہوئے آگے لکھتے ہیں کہ پھر منجمانِ ہند کی ادا کچھ نرالی ہے،''فقیر نے بارہا دیکھا کہ ۲۹ کی مغرب کو قمر ۱۲ درجے سے بہت زیادہ دور ہے پھر بھی انہوں نے کل کی رویئت رکھی ہے! خیر یہاں یہ کہنا ہے کہ حکمائے یونان اُن قواعد کو وضع کر چکے خود بھی ان پر مطمئین نہیں، تصریح کرتے ہیں کہ احوالِ قمر کا آج تک انضباط نہ ہوا پھر ایسے شاک وشاک فی انه شاک (ایسی شک والی بات میں جس میں انہیں خود بھی شک ہے ان) کی بات کا کیا اعتبار !**سبحٰنک لاعلم لنا الاماعلمتنا انک انت العلیم الحکیم**. ترجمہ، پاک ہے تیری ذات ہمیں علم نہیں مگر اتنا جو تو نے ہمیں سکھایا، بلاشبہ تو ہی جاننے والا اور حکمت والا ہے

فتویٰ (14) (مذکورہ حوالہ کے مدِنظر آگے آپ ''حساب کو قطعی اور شہادت کو ظنی'' کہہ کر امام سبکی شافعی، زرکشی (اور ان کی طرف مائل بعض احناف کا) رد فرماتے ہوئے اپنی رائے کا برملاء اظہار فرما کر لکھتے ہیں کہ '' **ھم کھتے ھیں که حساب بھی کسی معامله میں قطعی نھیں** جیسا کہ آپ (پہلے) جان چکے، **اورغلطی**

کا احتمال خبرِ عادل میں احتمال سے کم نھیں اور **شارع صلی اللّٰہ تعالی علیه وسلم نے حساب کو لغو قرار دیا اور شھادت کو بمنزلِ یقین فرمایا** ،الغرض **مذھبِ صحیح یھی ھے که اھلِ توقیت (نجومیوں) پر اعتماد جائز نھیں**۔

صبح چاند دیکھنا اور اُسی شام دوبارہ اُسے دیکھنا!

اور اس کی گواہی کا حکم:

فتویٰ (15) (**م قمر ۲**) اخیر مہینہ میں چاند دو ایک رات ضرور بیٹھتا ہے کے ماتحت فتوی دیتے ہیں کہ ''**شریعت میں اس پر مدارِ حکم نھیں**''۔اس کے بعد (**ش**) کے ماتحت اس کی مزید وضاحت کرتے ہوئے آپ اپنے فتویٰ میں لکھتے ہیں کہ ''مہینہ انتیس کا ہوتا ہے تو ایک رات بیٹھتا ہے، تیس کا ہو تو دو رات، پھر آج صبح کو طلوعِ شمس سے پہلے چاند جانبِ شرق نظر آیا تھا اور آج شام کی نسبت شہادتِ شرعی رویئت پر گزری، بلاشبہ قبول کی جائے گی اور یہ لحاظ نہ ہوگا کہ آج صبح تک تو چاند موجود تھا بن ڈوبے کیونکر ہلال ہوگیا۔ (مطلب یہ کہ مثلاً ۲۹ ویں تاریخ کو صبح چاند جانبِ مشرق دیکھا گیا اور اِسی شام چاند کی رویئت کی گواہی ہوئی تو اس گواہی کو یہ کہتے ہوئے رد نہیں کیا جائے گا کہ صبح

تو چاند تھا اور اب کیسے ہلال بن گیا بلکہ قبول کیا جائے گا)،

پھر اپنے اس فتوے کی دلیل وتائید میں ردالمحتار کا فتویٰ نقل فرماتے ہیں ''**روی یوم التاسع والعشرین قبل الشمس ثم رئی لیلة الثلاثین بعد الغروب وشهدت بینة شرعیة بذٰلک فان الحاکم یحکم بروئیته لیلا کماهو نص الحدیث ولایلتفت الی قول المنجمین انه لایمکن رئیته صباحاً ثم مساء فی یوم واحد ،کیف وقد صرحت ائمة المذاهب الاربعة بان الصحیح انه لاعبرة بقول المنجمین** (ردالمحتار، کتاب الصوم۲/۱۰۴)

فتویٰ (16) اس کے بعد آپ (**ح**) کے ماتحت صبح کو چاند دیکھنے اور اسی شام چاند کے نہ دکھائی دینے کے اہلِ فن ونجومیوں کے حسابی اسباب ووجوہ کا رد فرما کر نتیجۃً لکھتے ہیں ''اس وجہ سے ہیئات والے اجتماعِ رویٔ صبح وشام کو ناممکن کہتے ہیں، مگر جب ثبوتِ شرعی ہو تو انکار کا کیا یارا، **ان اللّٰہ علیٰ کل شیئی قدیر** (بلاشبہ اللہ ہر شیء پر قادر ہے)،

فتویٰ (17) (**م قمر** ۳) کے ماتحت اپنے مذکور فتوے کی مزید تاکید پر یہ عنوان کہ ''انتیس رات کی صبح کو چاند نظر نہیں آتا، شرع اسے بھی قبول نہیں کرتی'' قائم کرتے ہوئے فتویٰ دیتے ہیں کہ ''۲۹ (کی صبح) کو ضرور ڈوبتا ہے، شرع میں اس پر بھی لحاظ نہیں'' اور اسے مثال سے بھی واضح فرما کر نجومیوں وفلکیاتی حسابات کو شرعاً رد فرما دیا۔ (فتاوی رضویہ ج۱۸ص۴۶۱تا۴۶۵)

فتویٰ (18) اس کے بعد ص۴۶۹ پر (م قمر۹) کے ماتحت ''عشاء سے پہلے چاند نہیں ڈوبتا، یہ بھی قابل لحاظ نہیں'' عنوان قائم فرما کر نبی کریم ﷺ کا عشاء کی نماز کو ''حدیث کے مطابق تیسری رات کے چاند کے ڈوبنے کے وقت پڑھنے کے عمل'' کے مدِ نظر اس چاند کی شہادت کے غلط ہونے کے واہمہ کو رد کرتے ہوئے فتویٰ دیتے ہیں کہ آپ ﷺ کے طریقہ کے مدِ نظر شہادت سے ثابت تیسری کے چاند کی تیسری رات میں عشاء سے پہلے ڈوب جانے سے ''اس کے تیسرا ہونے کو رد نہیں کیا جائے گا'' (

پھر **اقول** : کے ماتحت مزید وضاحت فرماتے ہیں): بے شک اس شہادت پر عمل میں معاذ اللہ حدیث کی کچھ مخالفت نہیں، بلکہ عین حدیث پر چلنا ہے۔ حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم وقتِ عشاء دیکھ کر نماز شروع فرماتے، وہ اس اکثری امر کے سبب غالبًا اس سے موافق پڑتی (تھی)، یا یوں سہی کہ زمانہ اقدس میں ہمیشہ ہی مطابق آئی، اس سے یہ بھی لازم نہیں آتا کہ حضور نے ایک وقت بھی اس (تیسرے) غروبِ قمر پر وقتِ نماز کی بنا رکھی ہو نہ اسے ابدی غیر ممکن الخلف جانتے نہ کہ **اس کے سبب امرِ صوم میں شہادتِ شرعیہ جسے شرع نے مثلِ رویئتِ عین قرار دیا** (ہے) **روکی جائے**۔ اس کے بعد آپ نے اپنی دلیل میں ردالمحتار، کتاب الصوم۲/۱۰۰ کی حوالہ عبارت نقل کر کے اسے مزید مئوکد فرمایا اور ساتھ ہی شہادت کا رد نہ ہونے پر مذکور حدیث کی مخالفت نہ ہونے کے اپنے قول کی تائید میں مولانا عبدالحی لکھنوی (دیوبندی) کی تحریر کو بھی

دلیلاً نقل فرمایا کہ وہ بھی اسی بات کے قائل ہیں اور ان کا فتویٰ بھی وہی ہے جو میرا ہے۔

کیا چودھویں کے چاند کا سورج غروب ہونے سے پہلے نکلنا ضروری ہے ؟

فتویٰ (20/19) (**م قمر ۱۰**) کے ماتحت ''چودھویں کا چاند سورج ڈوبنے سے پہلے نکلتا ہے'' اور (**قمر ۱۱**) کے ماتحت ''پندرھویں کا بیٹھ کر'' عنوانات قائم کر کے دونوں باتوں کا رد فرماتے ہوئے فتویٰ دیتے ہیں کہ ''یہ دونوں باتیں بھی نامعتبر ہیں''۔ اور اس پر شہادت سے ثابت پہلی کے مطابق پندرھویں شب کو چاند غروب آفتاب سے پہلے نکلنے کی مثال دیکر واضح فرمایا کہ (فلکیات والوں کے حساب پر اعتماد کر کے) اسے (چودھواں سمجھ کر) شہادت کو رد نہیں کیا جائے گا بلکہ یہ پندرھواں ہی ہے اور فلکی حساب مردود ہے۔

آپ ساتھ ہی لکھتے ہیں ''جاہل لوگ کہیں گے کیوں صاحب ! پہلی کے حساب سے تو آج شبِ بدر ہوتی ہے یہ اور اس قسم کے سب خیالات محض مہمل وبیہودہ ہیں **جن پر اصلاً مدارِ احکام نہیں** نہ حاکم وعالم پر **شرع یہ لازم فرمائے کہ عند للّٰہ جو بات نفس الامر میں ہے اس پر مطلع ہوجائیں کہ یہ تکلیف مالایطاق ہے بلکہ شرع ان پر یہی فرض کرتی ہے کہ دلیل شرعی سے جو بات ثابت ہو اس پر عمل کرو۔ عام ازیں کہ عند اللّٰہ کچھ ہو!**

خود حضور اقدس عالمِ ما کان وما یکون صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: انکم

تختصمون الیّ ولعل بعضکم ان یکون الحن بحجة من بعض فاقضی بنحو مما اسمع فمن ق 2ضیت له من حقِ اخیه شیئاً فلایئخذه فانما اقطع له قطعة من نار (ترجمہ) تم میرے حضور اپنے مقدمات پیش کرتے ہو اور شاید تم ایک دوسرے سے زیادہ اپنی حجت بیان کرنے میں تیز زبان ہو تو میں جو سنوں اس پر حکم فرمادوں پس جس کے لئے میں اس کے بھائی کے حق سے کچھ حکم کروں وہ اُسے نہ لے کہ یہ تو آگ کا ٹکڑا ہے اس کے لئے قطع کرتا ہوں (رواہ احمد والستة عن ام المئومنین ام سلمة رضی اللّٰہ تعالیٰ عنها)۔ علاوہ بریں چاند کا چودھویں کو غروبِ شمس سے پہلے نکلنا اگرچہ اکثری ہے، اور اسی لئے اسے بدر کہتے ہیں مگر بحساب بیّنات بھی اس کا خلاف ممکن کما لا یخفٰی علی من یعلمه۔

فتویٰ (21) اس کے بعد (**م قمر ۱۲**) **کے** ماتحت فرماتے ہیں: یہ جو کہا جاتا ہے کہ ہمیشہ رجب کی چوتھی (جس روز ہو گی اسی روز) رمضان کی پہلی ہو اس بات کا شرعی نہ ہونا تو خود ظاہر مگر تجربہ بھی خلاف پر شاہد۔

فتویٰ (22) اسی طرح (م قمر ۱۳) کے ماتحت رمضان کی پہلی (جس روز ہو اسی روز) ذی الحج کی دسویں کا رد کرتے ہوئے فرمایا: یہ بھی ضروری نہیں، پھر ساتھ ہی (**ش**) کے ماتحت لکھتے ہیں: کہیں مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے بعض آثار میں آ گیا کہ ''تمہارے روزہ کا (جو) دن (ہو) وہی تمہاری قربانی کا دن ہے'' یہ اُس سال کا واقعی بیان تھا، نہ کہ ہمیشہ کیلئے حکمِ شرعی ہو! بارہا یکم رمضان ودس ذی الحج مختلف پڑتی ہیں۔

فتویٰ(23) (**م قمر** ۱۵) کے ماتحت ’’چار ماہ سے زیادہ مہینے ۲۹ کے نہیں ہوتے‘‘ جو کہا جاتا ہے اس کی بھی تردید فرمائی اور (**ش**) کے ماتحت فرمایا کہ ’’یہ بھی اسی قبیل سے تجربہ ہے یا حساب جس پر شرع میں اعتماد نہیں (فتاویٰ رضویہ ص ۴۶۹ تا ۴۷۴)۔

فتویٰ(24) آگے (**م قمر ۲۰**) کے ماتحت فرماتے ہیں ’’**یقینِ عرفی کچھ بکار آمد نہیں** ‘‘اس کے ماتحت (**ش**) میں فرماتے ہیں ’’یہ ایک نفیس مسئلہ ہے جس پر فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے تنبیہ کی، **یقین د وطرح کاھوتاھے** ؛(۱)**ایک شرعی** کہ طریقہ شرع سے حاصل ہو۔(۲)**دوسرا عرفی !**(**یہ**) باوجود **عدمِ طریقہ شرعی** (ہونے کے اس سے)**صرف اپنے مقبولات ومسلّمات یاتجربیات ومشھورات اور قرائنِ خارجیہ کے لحاظ سے اطمینان حاصل ھوجائے ۔ناواقف لوگ مدرک عرفیوشرعی میں تفرقہ نہ جان کر اسے کافی ووافی ودلیلِ شرعی گمان کرتے ھیں حالانکہ یہ صریح خطاء ھے**،

مثلاً جہاں شرع مطہّرہ نے شہادت میں عدد شرط کیا دو مرد یا ایک مرد دو عورتیں ہوں، وہاں ہمارے اعظم کسی معتمدِ اجلِ مستند نے جسے افضل اولیاءِ عالَم جانیں، اور وہ واقع میں بھی غوثِ زمانہ ہی ہو، شہادت دی کہ میرے سامنے ایسا ہوا اور میں نے بچشمِ خود دیکھا، ہمیں جو اعتبار اس کے فرمانے پر آئے گا ہرگز دو چار دس بیس کی بات پر بھی اس سے زیادہ نہ ہوگا مگر

شرع دوسرا گواہ اور مانگے گی ۔۔۔اس کے بعد نتیجہ کے طور پر فرماتے ہیں کہ ’’ذی علم کو بارہا واقع ہوتا ہے کہ بہت امور خارجہ کے لحاظ سے چاند ہونے میں اطمینان کامل رکھتا ہے مگر جب تک ثبوتِ شرعی نہ ہو ہرگز حکمِ رویئت نہیں کرتا۔ یوں ہی جب ثبوت میزانِ شرع پر ٹھیک اُترے گا مجبوراً حکمِ رویئت کرے گا، اگرچہ بنظرِ امورِ دیگر کسی طرح ہلال کا ہونا دل پر نہ جمے۔ ایسی ہی جگہ عالم وجاہل کا فرق کھلتا ہے، **جب قرائن اس کے خلاف ظاھر ھوتے ھیں جھال حکمِ عالم پر اعتراض کرنے لگتے ھیں، حالانکہ وہ جانتاھے کہ جومیں نے کیا وھی رائے صائب تھی اور مجھ پر** بہر حال **مدرکِ شرعی کی پابندی واجب!**۔

فتویٰ(25) آگے **شھران لاینقصان** والی حدیث کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں ’’ایک سال میں عید کے دو ماہ جمع نہیں ہوتے کہ دونوں ہی ناقص (یعنی ۲۹ کے) ہوں‘‘ امام احمد بن حنبل ؒ نے فرمایا ’’رمضان ۲۹ کا ہوگا تو ذوالحجہ ۳۰ کا اور ذوالحجہ ۲۹ کا ہوگا تو رمضان ۳۰ کا ہوگا اور اس کی تائید میں حدیث (بخاری ۴۔۱۰۷ سے) بھی نقل فرمائی کہ عید کے دونوں مہینے ۵۸ دن کے نہیں ہوتے،(اور اسے مزید مئوکّد کیا کہ) بااینہمہ محققین کے نزدیک اس سے اکثری اغلبی حکم مراد ہے، نہ کہ دائمی ابدی۔

امام طحاویؒ فرماتے ہیں ’’ہم نے برسوں دیکھا یہ دونوں مہینے (ایک ہی) سال میں ۲۹ (دن) کے ہوئے۔ مع ہٰذا حدیث اول کے عمدہ معانی علماء نے بیان فرمائے جسکا ثواب

ب گھٹتا نہیں اگر چہ گنتی میں پورے ہوں اور حدیثِ دوم کی صحت معلوم نہیں اگر صحیح ہو تو بعض رواۃ سے اپنی فہم کی بناء پر نقل بالمعنی محتمل، واللہ تعالیٰ اعلم،

بالجملہ عرض یہ ہے کہ **ایسے تجربات کا دائمی ہونا ضروری نہیں ،اور دائمی ہوں بھی تو احکامِ شرع کا ان پر مدار نہیں** واللہ تعالیٰ اعلم واللہ الہادی وصلی اللہ علی سید المرسلین محمد و آلہ وصحبہ اجمعین ۔(فتاویٰ رضویہ تا۹ ۴۷۹) اھ۔

دیوبندی بریلوی فاضلوں کا ثبوتِ ہلال میں ایک خاص فتاویٰ

دیوبندی و بریلوی سرخیل بزرگوں کی حرمین شریفین کے ثبوتِ ہلال پر عمل کی اسنادِ شرعیہ

فتویٰ (26) فاضل بریلی مولانا احمد رضا خان صاحب

مسئلہ ۲۳۰ :از بہرائچ ۔۔ اگر رمضان شریف کا چاند مکہ معظّمہ یا ہندوستان سے دور دراز ملکوں میں ۲۹ شعبان کو ہوا اور مثلاً بہرائچ میں اس تاریخ کو چاند نظر نہ آیا بلکہ ۳۰ شعبان کو چاند ہوا، کیا اس صورت میں بہرائچ کے باشندوں کو ایک روزہ کی قضاء علم وواقفیتِ قطعی ہونے پر لازم آتی ہے یا نہیں؟ زید کہتا ہے صورتِ مذکورہ میں قضاء ایک روزہ کی لازم نہیں

اس لئے کہ جب قریب ملک میں چاند نظر آئے تو اس کا اعتبار ہے دور ملک کا اس بارے میں اعتبار نہیں، عمرو کا قول اس کے برخلاف ہے یعنی وہ قضاء لازم ہونے کا التزام کرتا ہے۔

الجواب : عمرو کا قول (کہ ہند سے دور دراز ملک مکہ معظّمہ میں ۲۹ کا چاند ہو گیا تو بہرائچ والوں کو ان کے ساتھ روزہ نہ رکھنے کی بناء پر ایک روزہ کی قضاء کرنا لازم ہے) صحیح ہے، ہمارے ائمہ کرام کا مذہب صحیح و معتمد یہی ہے کہ در بارۂ ہلالِ رمضان وعید اختلافِ مطالع کا کچھ اعتبار نہیں ،اگر "**مشرق میں رؤیت ہو مغرب پر حجت ہے ،اور مغرب میں ہو تو مشرق پر**" مگر ثبوت بروجہِ شرعی چاہیئے (اس کے بعد) آپ اختلافِ مطالع کے عدمِ اعتبار پر درمختار کا حوالہ دیتے ہوئے نقل فرماتے ہیں" **اختلاف المطالع غیر معتبر علی المذہب وعلیہ اکثر المشائخ وعلیہ الفتویٰ** الخ اھ۔

(اعلیٰ حضرت فاضل بریلی کا یہ فتویٰ اس بات کا غمّاز ہے کہ آپ کے نزدیک حرمین کی سرزمین سعودیہ کی شرعی خبر ہندوستان والوں کو یا دنیا میں کہیں پر بھی پہونچے تو انہیں اس پر عمل کرنا ضروری اور چھوٹے ہوئے روزہ کی قضا بھی لازم)

فتویٰ (27) فاضلِ دیوبند مولانا رشید احمد گنگوہی صاحب

مسئلہ : آپ فرماتے ہیں کہ اگر کلکتہ میں چاند جمعہ کی رات کو نظر آیا اور مکہ میں خمیس (جمعرات) کی رات کو اور کلکتہ والوں کو پتہ نہ چل سکا کہ مکہ میں رمضان خمیس سے

شروع ہو چکا ہے تو جب بھی ان کو اس بات کا پتہ چلے گا ان کیلئے ضروری ہوگا کہ وہ عید مکہ والوں کے ساتھ منائیں اور پہلا روزہ قضاء کریں (کوکب الدرّی شرح ترمذی ص ۳۳۶)

(اعلیٰ حضرت دیوبندی فاضل کا یہ فتویٰ اِس بات کا غمّاز ہے کہ آپ کے نزدیک حرمین کی سرزمین سعودیہ کی شرعی خبر ہندوستان والوں کو یا دنیا میں کہیں پر بھی پہونچے تو انہیں اس پر عمل کرنا ضروری اور چھوٹے ہوئے روزہ کی قضا بھی لازم)

حقیقت! جو پوشیدہ نہیں

یہ بات کسی پر مخفی نہیں کہ رمضان وعیدین کے چاند کے ثبوت میں حرمین شریفین کی والی سعودی حکومت، ثبوتِ ہلال کی نصوص وسنتِ رسول ﷺ کو فلکیاتی حسابات کی نیومون تھیوری سے تابع ومشروط کئے بغیر رمضان وعیدین اور حج کی تاریخوں کی تعیین میں نص وسنتِ رسول ﷺ کے (**فلکیات سے غیر مشروط**) ثبوتِ ہلال طریقہ پر عمل کرتی ہے، جس کا صحیح وضروری ہونا ہماری کتب میں خاص کر اِس ضمیمہ میں مذکور بریلوی، دیوبندی بزرگوں کے فتاویٰ سے بھی ثابت ہے۔

چونکہ عالمی طور پر ثبوتِ ہلال میں نصوص وسنتِ رسول ﷺ کو یہود

ونصاریٰ کی مذہبی قمری تاریخوں کی فلکیات سے مشروط تاریخوں کی طرز پر اسلامی عباداتی تاریخوں پر عمل کے خلاف، خصوصاً حرمین شریفین کی سرزمین سعودی عربیہ میں جاری اس نبوی نصی طریقہ کے خلاف عالمی منظّم سازش جاری ہے جس سے مسلمانوں اور ان کے اداروں پر خصوصاً سعودی عربیہ پر جو دباؤ غیروں اور اپنوں کے ذریعہ ڈالا جارہا ہے اس کے متعلق سعودی عربیہ کی سپریم کورٹ نے اپنے یہاں رمضان وعیدین وحج کی تاریخوں کے ثبوتِ ہلال کے فیصلوں پر شکوک شبہ کرنے والوں کو یاد دہانی کرائی ہے کہ ”جو ہمارے روزوں اور عید پر شک کرتا ہے اس کا خود کا ایمان کمزور ہے! (کیسے؟)“ کیونکہ سعودیہ میں رمضان وعیدین کے ثبوتِ ہلال کے لئے (**فلکیات سے غیر مشروط خالص**) نصوص وسنتِ رسول ﷺ کے طریقہ پر ہی عمل ہوتا ہے“۔

یہ بات بھی ملحوظ رہے کہ سرزمینِ حرمین سعودی عربیہ میں عباداتی مہینوں کے ثبوت میں نص وسنتِ رسول ﷺ پر ”فلکیات سے غیر مشروط“ طور پر جو

عمل درآمد ہورہا ہے یہ نہ صرف سعودیہ اوراس کے ذمہ داروں کی بلکہ خودہماری کتب میں خصوصاً اِسی کتاب میں مذکور بریلوی دیوبندی بزرگوں کے فتاویٰ اورثبوتِ ہلال کے بارے میں ’’ فلکیات سے غیرمشروط‘‘ اُن کے شرعی نظریات کی حقّانیت کی بھی سب سے بڑی دلیل ہے ۔

سعودیہ کی مجلسِ قضاء اعلیٰ کے فیصلہ کے ضمن میں ہماری طرف سے جواشتہارشائع ہواھے وہ ذیل میں قارئین کے پیشِ خدمت ھے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سپریم قانون قرآن اورپیغمبرِ اسلام ﷺ کا قانون ہے!!!

برادران وخواتینِ اسلام   السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اس سے قبل ہم مسلمان بھائی بہنوں کوثبوتِ ہلال کی شرعی حیثیت کے بارے میں تفصیل سے بتاتے چلے آئے ہیں کہ فلکیاتی حساب ۴۳۱؁ قبلِ مسیح گذرے Meton مَیتون نامی نجومی وفلسفی کے افکار ونظریات ہیں جنہیں اولاً دین میں داخل کرنے والا بیت المقدس کا یہودی ربی حالیل دوم ہے جو ۳۵۸؁ء میں گذرا ہے اس نے بیت المقدس میں عملاً غیرمشروط رویتِ ہلال کے انبیائی طریقہ پرچاند دیکھ کرمہینہ کی ابتداء کا وہاں سے اعلان کرنے کا ابتک کا جاری عمل ختم کرکے مَیتون فلسفی کے فلکی حساب کے نیومون کے طریقہ پرمبنی کرلیا، بعد میں عیسائیوں نے بھی اِسے اختیار کرلیا۔

ہم یہ بھی بتا چکے ہیں کہ نبوتِ محمد یہ ﷺ کی ۶۱۲؁ء میں ابتداء اور پیغمبرِ اسلام ﷺ کی ۶۲۲؁ء میں ہجرتِ مدینہ کے بعد رمضان کے روزے جب فرض ہوئے تو اس کی ابتداء کے

لئے مدینہ کے یہود کے مذکورہ متون طریقہ پر عمل کے برخلاف آپ ﷺ نے ''مُتیونی فلکیات سے غیر مشروط رویتِ ہلال پر ورنہ تیس دن پورے کرنے کا حکم فرماکر خود آپ ﷺ نے اور صحابہؓ نے زندگی بھر عمل کیا اور قیامت تک کیلئے اِسے نمونہ چھوڑ گئے۔

پھر خیر القرون کے بعد دوسری صدی ہجری کے نصف سے اسلامی نظریات وعقائد خصوصاً ثبوتِ ہلال کے لئے یونانی کتب اور یہودی طریقہ کے فلکیات کے حساب کو معاون ومشروط کرنے کی بحثیں خلفائے بنوعباس کے یونانی کتب کے تراجم کرنے اور شیعہ حضرات کی طرف سے اِسے اسلام میں داخل کرنے کی جسارت سے شروع ہوکر آج اہلِ سنت والجماعت پر اِسے اختیار کرلینے کا عالمی دباؤ ہے وہ سب کے سامنے ہے۔

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ فلکیات کو شیعوں کی طرف سے اسلام میں داخل کرنے کے بعد جب وہ اہلِ سنت والجماعت سے بھرے ''ملکِ مصر'' پر حاکم بن گئے تو ان کے فاطمی خلیفہ حاکم بامر اللہ نے سنیوں پر ۳۹۴ھ میں قانوناً یہ حکم لگادیا کہ اب کوئی بھی چاند کو دیکھ کر رمضان شروع وختم نہیں کرسکتے بلکہ فلکیاتی حساب کی تاریخوں پر عمل کرنا ضروری ہے اور تراویح بھی قانوناً موقوف کروادی جس پر غیور اہلِ سنت والجماعت نے حاکم بامر اللہ سے چار برسوں تک نبرد آزمائی کی اور اپنے جان ومال کی بے انتہاء قربانیوں وشہادتوں کے بعد اس نے مجبوراً یہ قانون ۳۹۷ھ میں ختم کردیا (تاریخِ فاطمینِ مصر، تاریخ ابنِ کثیر وغیرہ)۔

یاد رہے کہ حافظ ابن حجرؒ شارحِ بخاری نے بھی چاند کی رویت کے مسئلہ میں فلکیاتی حسابات کا رد کرتے ہوئے اسے شیعوں ورافضیوں کا طریقہ بتلایا ہے، یہی رویہ معتزلہ اور خارجیوں کا بھی رہا ہے جو آج کل ہمارے سامنے سنّیت کے نام پر اژدہا بنا ہوا ہے۔

پچھلے دو برسوں سے خصوصاً یہود ونصاریٰ کے مذہبی قمری کیلنڈر کو جس طرح شیعوں نے ان کے فلکیاتی حسابات پر تسلیم کرلیا اسی طرح اہل سنت والجماعت کے اکابر، ان کے دارالافتاء وعلمائے دین وتنظیمات پر ایجنسیوں کے ذریعہ اسے تسلیم کرنے کی الیکٹرونک ای میلز وغیرہ اور اخباری تحریرات، تقریرات اور، انٹرنیٹ میں چاند کی اشکال پر وپیگنڈہ کی عالمی منظّم تحریک اہل سنت والجماعت کے اسلامیان ہی کے کندھوں کے بل بوطے پر شروع کی گئی، خصوصاً خادم الحرمین شریفین شاہ عبد اللہ بن عبد العزیز آلِ سعود حفظہ اللہ کو اپنے دارالافتاء اور مجلسِ قضاء اعلیٰ کے اسلامی قوانین پر عمل درآمد کی ذمہ داریوں میں دخل دینے اور شیعوں کی طرح ثبوتِ ہلال کی گواہیوں کو فلکیات کے مفروضہ نیومون اور اس کے قواعد سے مشروط کرنے کے لئے خود کے اثر ورسوخ کو روبہ عمل لانے کے لئے دباؤ ڈالا گیا تاکہ وہ علماء کو اسلامی قوانین سے برگشتہ کریں! انا للہ وانا الیہ راجعون

یہ بات کسی پر پوشیدہ نہیں کہ اسلامی قوانین کے خلاف آلِ سعود کی طرف سے کبھی بھی اپنے یہاں علماء پر دباؤ نہیں ڈالا گیا اور نہ ہی ڈالا جاسکتا ہے کیونکہ آلِ سعود کی حکمرانی وامامت خود علماء وقوانینِ اسلام کے مرحونِ منت ہے جو اظہر من الشمس ہے، یہی وجہ ہے کہ

خادم الحرمین نے بذاتِ خود دخل دینے اور شرعی قانون کو ختم کردینے کے بجائے اس عالمی غیر شرعی دباؤ میں نہ آتے ہوئے اسے اپنے علمائے دین کے سامنے رکھ دیا، جس پر وزارۃ العدل کے ماتحت اداروں کے ذمہ داران (جو سب علمائے دین ہوتے ہیں کہ ان کا عالمِ دین ہونا حرمین شریفین کی سعودی اسلامی مملکت میں قانوناً ضروری ہے) کا مجلسِ قضاء اعلیٰ کے ماتحت خصوصی اجلاس منعقد ہوا اور تفصیلی بحث کے بعد اجلاس نے مجلسِ قضاء اعلیٰ کے سپریم جج اور جید عالمِ دین الشیخ اللحید ان حفظہ اللہ نے فیصلہ سنایا کہ ''شریعتِ اسلامیہ ثبوتِ ہلال کے لئے نیومون مفروضہ اور اس کے حسابات کو تسلیم نہیں کرتی''۔

چودہ سو صدیوں سے امتِ مسلمہ کے دین کے امین علمائے امت نے فلکیات کو ثبوتِ ہلال کے لئے نہ تو مشروط کیا اور نہ ہی اس سے تعاون قبول کیا اور نہ صرف ہمارے گزرے سلفِ صالحین اور سعودی عربیہ کے علمائے کرام بلکہ خود برِ صغیر ہند و پاک بنگلہ دیش کے اہلِ سنت والجماعت کے دیوبندیوں بریلویوں کے بزرگوں وغیرہ و دیگر عرب و افریقن و یورپیین علمائے دین نے بھی اِسے قبول نہیں کیا، کیونکہ جہاں یہ غیر اسلامی ہے وہیں فلکیاتی مفروضات بدلتے بھی رہے ہیں بلکہ آج اہلِ فلک نے کنجنکش کے وقت بھی چاند کی رویت ہونے کو تسلیم کیا اور خود مسلمانوں کے رویتِ ہلال شواہد تو پہلے ہی سے اس کے خلاف ہیں (تفصیل کیلئے دیکھو ہماری کتاب ''ثبوتِ ہلال، فلکیات کی تاریخ اور جدید تحقیق''، بشمول فتاویٰ دیوبندی، بریلوی مفتیان کرام، از مولوی یعقوب احمد مفتاحی، رجب ۱۴۲۹ھ)۔

اہلِ سنت والجماعت اپنے گذرے مصری بھائی بہنوں اور اسلامی حکم کے لئے ان کی مذکورہ قربانیوں کو نہ تو بھلا سکتے ہیں اور نہ ہی اسلامی احکام و نصوص کو پامال کرسکتے ہیں!!!

سعودی عربیہ کی مجلسِ قضاء اعلیٰ نے اپنے فیصلہ میں یہ بھی کہا کہ ''کسی کو ہماری چاند کی رویت اور اس کے نبوی طریقہ پر عمل درآمد اور ہمارے روزوں اور عیدین میں شک ہے تو یہ بذاتِ خود اس کے ایمان کی کمزوری ہے کیونکہ آپ ﷺ نے چاند دیکھ کر رمضان شروع کرنے اور ۲۹ کو چاند دیکھ کر اور نہ دکھائی دینے کی صورت میں ۳۰ دن پورے کرنے کا حکم فرمایا ہے اور یہی طریقہ مملکتِ سعودیہ میں رائج ہے''۔

اللہ ہم سب کو اپنے نبی ﷺ کے فرامین پر پختہ یقین و ایمانِ کامل عطا فرما کر عمل کی توفیق نصیب فرمائے آمین ۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الکریم وعلی آلہ وصحبہ اجمعین ومن تبعہ الیٰ یوم الدین ۲۸ شعبان ۱۴۲۹ھ بروز جمعہ

مولوی یعقوب احمد مفتاحی

ناظم حزب العلماء یوکے و مرکزی رویتِ ہلال کمیٹی برطانیہ

شعبان ۱۴۲۹ھ / اگست ۲۰۰۸ء

تمّت بالخیر

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علی سید لمرسلین

وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین ومن تبعہ الیٰ یوم الدین

حزب العلماء یو کے اور اس کی خدمات

اللہ کا شکر واحسان ہے کہ The society of Muslim Scholar in u.k. (حزب العلماء یو کے) اور Central MoonSighting Committee Of Great Britain مرکزی رویتِ ہلال کمیٹی برطانیہ ۱۴۰۳ھ / ۱۹۸۴ء سے لیکر آج تک یہ دونوں ادارے مسلمانوں کی شاندار اور یادگار خدمات انجام دیرہے ہیں بلاشبہ برطانیہ کے مسلمانوں کی بعض دینی ایسی مشکلات جن سے وہ عجیب انتشار وافتراق کا شکار تھے ان پیچیدہ مسائل کے حل کرنے میں الحمدللہ حزب العلماء یو کے نے نہایت اہم رول اداء کیا ہے۔

مثلاً نصِّ ثبوتِ رویتِ ہلال کے متعلق مضامین ومسائل پمفلیٹس ،کتابچوں کے علاوہ دیگر مسائل پمفلیٹس اردو، انگلیش وگجراتی میں شائع کئے گئے، نیز فجر وعشاء کے اوقات کے سال بھر کے مشاہدات کر کے امت کے سامنے پیش کئے گئے جن کے متعلق تین کتب ''برطانیہ میں عشاء کا صحیح وقت'' اردو میں اور انگلیش میں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

Salat Times & Qiblah Guide V 1,2,3(Fajar and Isha Times & Twilight-1/ Salat Times & Qiblah Guide for larg City-2/Urdoo Maloomat-3) شائع کی جس میں عالمی تجربات ومشاہدات اور پچھلے اور موجودہ زمانہ کے چوٹی کے مسلم غیر مسلم اہلِ فن وعلمائے دین کی برسوں پر محیط تحقیق کے حوالوں سے ثابت کیا گیا کہ صبح صادق اور عشاء کے اوقات کیلئے زیرِ افق کے ۱۲، ۱۵ یا ۱۸ وغیرہ درجات کی تخصیص غلط ہے، جبکہ حصہ دوم Salat times میں برطانیہ کے اکثر شہروں کیلئے پنج وقتہ نمازوں اور طلوع آفتاب کے اوقات کے ساتھ ساتھ ان جگہوں کے قبلہ کی گائڈ لائن بھی بیان کی گئی ہے، ساتھ ہی ''مذہبی علامات اور میوزک کا فلسفہ'' نامی کتاب اردو وگجراتی زبان میں شائع ہوکر آرہی ہیں۔ ان کے علاوہ حلال ذبیحہ کی پریشانیاں ۔شیطانک ورسیز کے خلاف تاریخی تحریک ۔قادیانیت کے فتنہ کے خلاف مسلمانوں کو آگاہی ۔طلاق وخلع کے بارے میں شرعی پنچایت کا قیام، بوسنیا۔ کوسووو۔ وغیرہ مظلوم مسلمانوں کا تعاون وغیرہ وغیرہ تمام اہم امور ،الجھنوں وانتشار کے موقعہ پر الحمدللہ حزب العلماء یو کے نے بڑھ چڑھ کر اور قائدانہ کام کیا ہے اور آج بھی کر رہی ہے اور اب حزب العلماء یو کے کی ویب سائٹ بھی ذوقعدہ ۱۴۲۹ھ سے جاری ہوچکی ہے جس کا پتہ www.hizbululama.org.uk ہے۔

مسلمانانِ برطانیہ سے گذارش ہے کہ اس ادارہ کی خدمات سے ضرور فائدہ اٹھائیں

کتاب ملنے کے پتے

(1) Hizbul Ulama UK 74c Upton Lane London E7 9LW

Tel: (+44) 07866 464 040 Email:info@hizbululama.org.uk

(2) Jamiatul Ulama Britain (Bradford)Haji Qamre Aalem,

36 Chipppendale Rise, Bradford BD8 ONB UK

Tel:(+44) 07957 205 726 Email:Qamre@aol.com

....